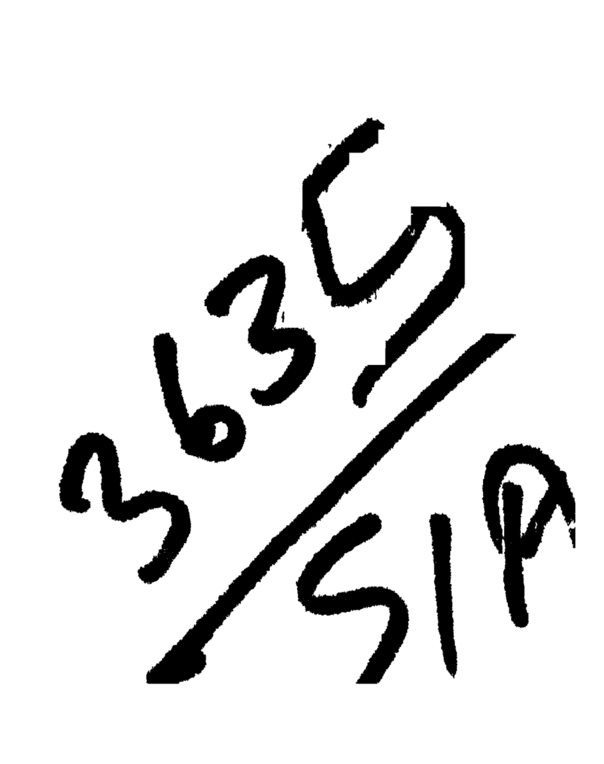


3635
51P

قال الله تعالى تلك أمانيهم قل هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين

لما دلت الآية على أن الدعوى بلا برهان مما يجتنبه المتعفف وكان الحكم على غير
الحديث بكونه حديثا داخلا في التعسف كما ان عكسه داخل في التقشف وكان الابتلاء
في هاتين البليتين قد كثر في احاديث التصوف وكانت الرسالة الملقبة

التشرف بمعرفة احاديث

مع ترجمتها الموسومة

تكميل التعرف في تسهيل التشرف

وافية عن كلتيهما لما فيهما من التحقيق والتعرف خالية عن المجازفة والتكلف وبعدا
مجزئا رضيها فاثنى عليها بجميل الثناء ابعده الله تعالى عن التأسف وقربه من التلطف
تصنيفا صاحب الفهم والتعرف كاشف معضلات التصوف مولانا المولوي الحافظ
الحاج الشاه اشرف علي سلمه الله الولي العلي فلعل فادة اهل التصوف

اهتم بطبعها محمد عثمان حفظه الله عن التلهف

في المطبع المعروف بمحبوب المطابع الواقع في دهلي

الشطر الثانی من الشرف

تخریج بعض الروایات الواردۃ فی الدفتر الاول من المثنوی المعنوی وشرحہ کلید عن بعض الرسائل وغیرہ

قولہ ابر نا ید از پئے منع زکات
ور زنا افتد وبا اندر جہات

فی کنز العمال اخرج الطبرانی فی الاوسط عن بریدۃ مرفوعاً ما منع قوم الزکوۃ الا ابتلاھم اللہ بالسنین وفیہ ایضاً لا یمنع قوم زکوۃ اموالہم الا منعوا القطر من السماء اخرجہ الترمذی مرفوعاً وقد اخرج ابن ماجہ مرفوعاً ما معناہ ان ظہور الفاحشۃ سبب للطاعون وقد اخرج الطبرانی مرفوعاً ما معناہ

شعر ابر نا ید از پئے منع زکات
ور زنا افتد وبا اندر جہات

کنز العمال میں ہے کہ طبرانی نے اوسط میں حضرت بریدہ رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس قوم نے زکوۃ دینا بند کیا اللہ تعالیٰ اونکو قحط میں مبتلا کرتے ہیں اور کنز العمال میں یہ بھی ہے کہ جو قوم اپنے اموال کی زکوۃ کو بند کر لیتے ہیں وہ آسمانی بارش سے محروم کیے جاتے ہیں روایت کیا اسکو ترمذی نے مرفوعاً (یہ تو مصرعہ اولیٰ کا ماخذ ہے آگے مصرعہ ثانیہ کا ماخذ ہے) اور وہ یہ ہے کہ ابن ماجہ نے مرفوعاً ایسی روایت کی ہے کہ جس کا مضمون یہ ہے کہ فحش افعال کا شائع ہو جانا طاعون کا سبب ہے اور طبرانی نے مرفوعاً ایسی روایت کی ہے جسکا مضمون

له لما کان ما یدل علیہ الحدیث مصرحاً ومعقد ما علیہا فی ہذا التخریج والذی یلیہ لم یحتج الی تقریرہ ولولا تہابہ بعد ... ہاہنا کما کان فیما قبل الا للضرورۃ بعد زیادۃ حرف الفاء ثم بعد ہذین التخریجین یعاد الی الطریقۃ السابقۃ

ان الزنا سبب ظہور الموت اعنی الوباء	یہ ہے کہ زنا سبب ہے ظہور (یعنی کثرت) موت یعنی وبا کا۔
قولہ معنی الصبر مفتاح الفرج فی المقاصد الحسنۃ ذکرہ الدیلمی بلا سند عن الحسین بن علی مرفوعا والقضاعی عن ابن عمر و ابن عباس مرفوعا انتظار الفرج بالصبر عبادۃ	مصرعہ معنی الصبر مفتاح الفرج۔ مقاصد حسنہ میں ہے کہ دیلمی نے اِس (متن) کو بلا سند حضرت حسین بن علی رضہ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے اور قضاعی کی روایت میں حضرت ابن عمر رضہ اور حضرت ابن عباس سے مرفوعاً منقول ہے کہ صبر کے واسطے دفع بلا کا انتظار کرنا عبادت ہے
قول الشارح استعینوا فی الحوائج بالکتمان۔ رواہ الشاہ ولی اللہ رہ فی اربعینہ عن علی مرفوعا و لفظہ استعینوا علی الحوائج بالکتمان وفی المقاصد الحسنۃ بلفظ استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان فان کل ذی نعمۃ محسود وفیہ سعید بن سلام العطار قال فیہ العجلی لا باس بہ وکذبہ احمد وغیرہ و فی منقصہ وقال عن ابن عمر غیرہ	صاحب کلید کا قول استعینوا فی الحوائج بالکتمان ۔ اور مقاصد حسنہ میں یہ الفاظ ہیں کہ اپنی حوائج کے پورے ہونے پر اخفا سے استعانت کرو کیونکہ ہر صاحب نعمت پر (بعضے) لوگ حسد کرتے ہیں اور اس (کی سند) میں سعید بن سلام عطار ہے اسکے بارہ میں عجلی نے لاباس بہ کہا ہے اور احمد وغیرہ نے اسکو کاذب کہا ہی چنانچہ یہ بھی مقاصد میں ہے اور ایسا اختلاف ایسے مضامین میں مضر نہیں
قول الشارح من تقرب شبرا۔ رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ۔	صاحب کلید کا قول من تقرب منی شبرا ۔ روایت کیا اسکو مسلم نے اسی طرح مشکوۃ میں۔

قول الشارح حدیث
اذا خالط بشاشة القلوب
رواه البخاری عن قول
هرقل و اقره ابن عباس
حیث نقله عن ابی سفیان
و لم یرده فالحدیث
موقوف

صاحب کلید کا قول حدیث اذا خالط
بشاشة القلوب۔ روایت کیا اسکو
بخاری نے ہرقل کے قول سے اور حضرت
ابن عباس نے اسکی تقریر فرمائی (یعنی اسکو
ثابت قرار دیا) چنانچہ اسکو ابی سفیان سے
نقل کیا اور رد نہیں کیا پس یہ حدیث
(ابن عباس پر) موقوف ہے۔

قوله - می لرزد عرش از مدح شقی
عن انس قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم
اذا مدح الفاسق غضب
الرب تعالیٰ و اهتز العرش
رواه البیهقی فی شعب
الایمان لکن فی المشکوة

مصرعہ - می لرزد عرش از مدح شقی +
حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فاسق کی
مدح کیجاتی ہے حق تعالیٰ غضبناک ہوتے
ہیں اور عرش کانپنے لگتا ہے۔ روایت
کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں مشکوة
میں اسیطرح ہے۔

قوله - آنکہ گفت استفت قلبک مصطفیٰ
عن وابصة بن معبد
ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قال یا وابصة
جئت تسأل عن
البر و الاثم قلت
نعم قال فجمع اصابعه

مصرعہ - آنکہ گفت استفت قلبک مصطفیٰ
حضرت وابصہ بن معبد سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے وابصہ تم (میرے پاس) اس لیے آئے
ہو کہ نیکی اور گناہ کے متعلق (مجھ سے)
پوچھو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں وابصہ
کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر

فضرب بها صدره
وقال استفت
نفسك استفت
قلبك ثلثا
البر ما اطمأنت
اليه النفس
واطمأن عليه
القلب والاثم ما حاك
في النفس وتردد
في الصدر
ان افتاك الناس
رواه احمد كذا في المشكوٰة
قول الشارح ان لنفسك عليك
حقا عن عبد الله بن عمرو
بن العاص قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم
يا عبد الله الم اخبر انك
تصوم النهار وتقوم الليل
فقلت بلى قال فلا تفعل
صم وافطر وقم ونم فان
لجسدك عليك حقا

میرے سینہ پر مارا (توجہ اور اثر بڑھانے کیلئے) اور فرمایا اپنے نفس سے استفتا کر لیا کرو اپنے قلب سے استفتا کر لیا کرو اسکو تین بار فرمایا (پس) نیکی وہ ہے جس کی طرف نفس مطمئن ہو جاوے (اور) قلب مطمئن ہو جائے اور گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور سینہ میں تردد پیدا کرے اگرچہ لوگ تمکو فتوی دیں۔ روایت کیا اسکو احمد نے مشکوٰۃ میں اسطرح ہے **ف** اس استفتا پر یہ فیصلہ ان مواقع میں ہے کہ حکم تو صاف ہے مگر محل حکم مشتبہ ہے یعنی اس میں تردد ہے کہ یہ جزئیہ خاصہ اوس کلی میں داخل ہے یا نہیں جس سے حکم خاص متعلق ہے **صاحب کلید کا قول** ان لنفسك عليك حقا الخ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ کیا یہ خبر مجکو (صحیح) نہیں پہونچی کہ تم ہمیشہ دن میں روزہ سے رہتے ہو۔ اور رات میں (نوافل وغیرہ میں) قیام کرتے ہو میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا ایسا مت کرو روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور قیام بھی کرو اور سو کر آرام بھی کرو کیونکہ تمہارے جسد کا

(باقی آیندہ)

وان لعینک علیک حقا
وان لزوجک علیک حقا۔
متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ

قول الشارح من الاسراف

فی الترغیب والترہیب
عن انس بن مالکؓ
قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
من الاسراف ان
تاکل کل ما اشتہیت
رواہ ابن ماجہ۔
وابن ابی الدنیا
فی کتاب الجوع
والبیہقی وقد صحح
الحاکم اسنادہ لمتن
غیر ھذا وحسنہ غیرہ

قولہ گفت ان فصل حذیفہ باحسن

لم ار من صرح بسماع
الحسن عن حذیفۃ
غیر ما فی شرح
الاحیاء للزبیدی

اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ اور
تمہاری بی بی کا بھی تم پر حق ہے۔ روایت
کیا اسکو بخاری نے اسی طرح مشکوٰۃ میں

صاحب کلید کا قول۔ من الاسراف الخ

ترغیب وترہیب میں حضرت انس بن
مالک رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی منجملہ
اسراف کے ہے کہ جس چیز کو جی چاہے اسکو
کھا لو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں۔ اور
بیہقی نے اور حاکم نے اس سند کی تصحیح ۵
کی ایک دوسرے متن کے لیے اور اوروں نے
اسکی تحسین کی

ف کیونکہ اس کا التزام بعض اوقات موقوف
ہوگا ایسے اہتمام پر جس میں حدود کی بھی رعایت
نہ رہے گی اور یہی اسراف ہے

مصرعہ گفت زاں فصلے حذیفہ با حسن۔
میری نظر سے نہیں گذرا کہ کسی نے حضرت
حذیفہ سے حضرت حسن سماع کی تصریح کی ہو
بجز اس کے جو زبیدی کے شرح احیاء میں
مسلسلات حافظ ابی مسعود بن سلیمان بن

عن المسلسلات الحافظ
ابی مسعود سلیمان
بن ابراهیم بن محمد بن
ابراهیم بن محمد بن
سلیمان الاصبهانی التی
خرجها باسم نظام الملك
قال وهی عندی ما لفظه
سألت ابا الوفاء مهدی
بن احمد بن محمد بن طراز الواعظ
عن الاخلاص وساق لسنده
الی قول الحسن البصری سألت حذیفة
[illegible] هو الاخلاص وفی آخره تفسیر
الاخلاص عن الله تعالی انه سر
من سری استودعته قلب من
احببته من عبادی قلت
والکلام فی الروایة عن صحف
معروف [illegible]
[illegible]

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن سلیمان
اصبہانی سے (جکی انہوں نے نظام الملک کے
نام پر تخریج کی ہے) منقول ہے زبیدی
نے کہا ہے کہ وہ مسلسلات میرے پاس ہیں اور
انمیں وہ عبارت ہے کہ میں نے ابوالوفا مہدی
بن احمد بن محمد طراز واعظ سے اخلاص کے
متعلق سوال کیا اور حسن بصری کے اس قول تک
سند بیان کی کہ میں نے حضرت حذیفہ سے
سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے الخ اور اس کے
آخر میں اخلاص کی تفسیر اللہ تعالیٰ سے یہ مذکور
ہے کہ وہ میرے اسرار میں سے ایک سر ہے
جسکو اوس شخص کے قلب میں ودیعت رکھتا
ہوں جسکو اپنے بندوں میں سے دوست
رکھتا ہوں اھ میں کہتا ہوں کہ لکھے ہوئے
صحیفہ سے روایت کرنے کے باب میں کلام
معروف ہے لیکن مواعظ اور رقاق کے امثال
میں وہ مضر نہیں۔

[illegible] حب کا قول۔ حدیث حذیفہ
[illegible] ہیں حضرت حذیفہ سے روایت ہے
کہ انہوں نے فرمایا کہ اور لوگ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی تحقیق کیا کرتے

فی المشکوٰۃ
عن حذیفہ
قال کان الناس
یسئلون رسول اللہ
صلی اللہ
علیہ وسلم
عن الخیر وکنت اسالہ
عن الشر مخافۃ ان
یدرکنی الحدیث متفق علیہ

اور میں اُسنے شر کی تحقیق کیا کرتا اس خوف سے کہ مجھپر آنہ پہونچے۔ الحدیث روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے قولہ لاصلوٰۃ الا بالحضور رواہ الدیلمی مرفوعاً لاصلوٰۃ لمن لا یتخشع کما فی کنز العمال لاصلوٰۃ الا بحضور القلب دیلمی نے مرفوعاً روایت کیا کہ اوس شخص کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جو خشوع نہ کرے جیسا کنز العمال میں ہے۔ پس یہ روایت بالمعنی ہے

قول الشارح

صاحب کلید کا قول۔ النوم اخو الموت

النوم اخو الموت روی
البیہقی فی شعب الایمان عن
جابر مرفوعاً النوم اخو الموت
ولا یموت اہل الجنۃ وسندہ
ضعیف کما فی الجامع الصغیر

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ نوم نظیر ہے موت کی اور اہل جنت کو موت نہ آوے گی (اس سے مفہوم ہوا کہ وہ سوویں گے بھی نہیں) اور سند اسکی ضعیف ہے جیسا کہ جامع صغیر میں ہے

قول الشارح الدنیا

صاحب کلید کا قول۔ الدنیا سجن المؤمن

سجن المؤمن عن عبد اللہ بن
عمر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا
سجن المؤمن وجنۃ الکافر
رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مومن کا جیلخانہ ہے۔ اور کافر کی جنت ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اسی طرح ہے مشکوٰۃ شریف میں۔

قول الشارح انا عند المنکسرۃ فی شرح احیاء روی ابونعیم فی الحلیۃ بسندہٖ عن مالک بن دینار قال قال موسیٰ علیہ السلام یا رب این ابغیک قال عند المنکسرۃ قلوبہم

صاحب کلید کا قول انا عند المنکسرۃ قلوبہم
شرح احیاء میں ہے کہ ابونعیم نے حلیہ میں اپنی سند سے مالک بن دینار سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں آپ کو کہاں ڈھونڈھوں ارشاد ہوا میں ان لوگوں کے پاس ڈھونڈو جن کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں +

قال الشارح خیارہم فی الجاہلیۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ

صاحب کلید کا قول۔ خیارہم فی الجاہلیۃ
حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھی معدن ہیں جیسے سونے اور چاندی کے معدن تو ہیں جو جاہلیت میں اچھے تھے (باعتبار اخلاق وغیرہ کے) وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جب دین کی سمجھ حاصل کرلیں روایت کیا اسکو مسلم نے ۸

قول الشارح اذا سمعتم عن ابی الدرداء قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نتذاکر ما یکون اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمعتم بجبل

صاحب کلید کا قول اذا سمعتم حضرت ابو الدرداء سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہونیوالی باتوں کا مذاکرہ کررہے تھے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی پہاڑ کی نسبت سنو

زال عن مكانه فصدقوه
واذا سمعتم برجل تغير
عن خلقه فلا تصدقوه
فانه يصير الى ما جبل عليه
رواه احمد كذا
فى المشكوة

قول الشارح

حديث المرء مع من
احب عن انس ان
رجلا قال
يارسول الله متى
الساعة قال
ويلك وما اعددت لها
قال ما اعددت لها الا
انى احب الله ورسوله
قال انت مع من احببت
متفق عليه كذا فى المشكوة

قول الشارح لا طاعة

لمخلوق فى معصية الخالق
رواه فى شرح السنة كذا
فى المشكوة وعن على لا طاعة

کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اوسکو (چاہیئے)
تصدیق کر لو اور جب تم کسی شخص کی نسبت سنو
کہ وہ اپنی جبلی خصلت سے ہٹ گیا تو اسکی
تصدیق مت کرو۔ کیونکہ وہ پھر اپنی جبلت
ہی کی طرف عود کر آوے گا روایت کیا اسکو
احمد نے اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

صاحب کلید کا قول المرء مع من احب

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ ایک
شخص نے عرض کیا یارسول اللہ قیامت
کب ہوگی آپ نے فرمایا کمبختی تیرے (یہ ترحم
کی راہ سے فرمایا) اور تو نے اس کے لیے 9
کیا سامان کر رکھا ہے اس نے عرض کیا میں نے
اور تو کچھ سامان نہیں کیا مگر اتنی بات
ہے کہ مجھکو اللہ سے اور اوس کے
رسول سے محبت ہے آپ نے فرمایا کہ تو اسی کے
ساتھ ہوگا جس سے تجھکو محبت ہوگی روایت
کیا اسکو بخاری و مسلم نے اسی طرح ہے مشکوۃ میں

صاحب کلید کا قول لا طاعة

لمخلوق فی معصیة الخالق روایت
کیا اسکو شرح السنہ میں اسی طرح ہے
مشکوۃ میں اور حضرت علی رض سے روایت ہے

في المعصية انما
الطاعة في المعروف
متفق عليه
كذا في المشكوة
قول الشارح استطعمتك
فلم تطعمني عن ابي
هريرة قال قال
رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان الله
عز وجل يقول
يوم القيمة يا ابن
آدم مرضت
فلم تعدني
قال يا رب كيف
اعودك وانت
رب العلمين
قال اما علمت
ان عبدي
فلانا مرض فلم
تعده اما علمت
انك لو عدته لوجدتني...

کہ معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں۔ طاعت
صرف امر مشروع میں ہے روایت کیا
اسکو بخاری ومسلم نے اسی طرح ہے
مشکوۃ میں۔
صاحب کلید کا قول استطعمتك
فلم تطعمني۔ حضرت ابوہریرہؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ حق تعالیٰ قیامت میں فرماوینگے
اے ابن آدم میں مریض ہوا تو نے میری
عیادت نہیں کی وہ عرض کرے گا
کہ اے میرے رب میں آپ کی عیادت
کس طرح کرتا حالانکہ (یہ امر محال ہے کیونکہ)
آپ رب العالمین ہیں (جس پر مرض کا طاری
ہونا محال ہے اور عیادت اسی پر مبنی ہے
وہ بھی محال ہے) ارشاد ہوگا تجکو معلوم نہیں
ہوا تھا کہ میرا فلانا بندہ مریض ہوا تھا
تو نے اسکی عیادت نہیں کی تجکو معلوم
نہیں کہ اگر تو اسکی عیادت کرتا تو مجکو
وہیں پاتا (اس لئے اوسکی عیادت سے
میرا قرب ایسا ہی میسر ہوتا جیسا بفرض محال
میری عیادت سے ہوتا) پھر فرماوینگے کہ اے

یا ابن ادم استطعمتك فلم تطعمنی الی اخر الحدیث رواہ مسلم	ابن آدم میں نے تجھسے کہانا مانگا تونے مجھکو کھانا نہیں دیا۔ الی آخر الحدیث (ایسے ایسا ہی سوال وجواب ہوگا) روایت کیا اسکو مسلم نے۔
قول الشارح حدیث فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها رواہ البخاری عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم عن الله تعالی وفی ذلك الحدیث وما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت علیه	صاحب کلید کا قول۔ حدیث فاذا احببته الخ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب میں اوسکو محبوب بنالیتا ہوں تو اوسکی شنوائی ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اوسکی بینائی ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اوس کا دست و پا ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور جس سے وہ چلتا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے ابوہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے اللہ تعالی سے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ میرے بندہ نے میرا قرب کسی ایسی چیز سے حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک اوس چیز سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے اوسپر فرض کی ہے۔
قول الشارح حدیث ان الله خلق ادم علی صورته عن ابی هریرة	حدیث۔ ان الله خلق ادم علی صورته۔ حضرت ابوہریرہ رض سے

قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم
خلق الله آدم
علی صورته طوله
ستون ذراعاً
متفق علیه
کذا فی المشکوة
قوله کلموا الناس
علی عقولهم
قال علی رض
حدثوا الناس ۱۲
بما یعرفون
اتحبون ان
یکذب الله
ورسوله رواه
البخاری وروی الدیلمی
مرفوعا بسند ضعیف
امرنا ان نکلم
الناس علی
قدر عقولهم
فی مقاصد حسنة

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
کو (باعتبار صفات باطنی کے) اپنے ظہور
پر پیدا کیا (اور باعتبار صورت ظاہری
کے ایسا پیدا کیا کہ) اون کا طول ساٹھ
ہاتھ تھا الخ روایت کیا اسکو بخاری ومسلم
نے اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔
قولہ۔ کلموا الناس علی قدر
عقولہم۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ لوگوں
سے ایسی (قریب الفہم) بات کہو جس سے
وہ مانوس ہوں (اونسے بہت باریک باریک
باتیں جو دین میں ضروری بھی نہیں مت
کرو کیونکہ وہ اونکا انکار کریں گے تو) کیا
تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ خدا کی اور خدا
کے رسول کی تکذیب کی جائے (کیونکہ جب وہ خدا
اور رسول کی فرمائی ہوئی ہیں تو اونکا انکار خدا
اور رسول کی تکذیب ہے جیسے متشابہات وغیرہ میں بلا
ضرورت کلام کرنا) روایت کیا اسکو بخاری نے
دیلمی نے مرفوعاً بسند ضعیف روایت کیا ہے
کہ ہمکو حکم کیا گیا کہ ہم لوگوں سے اونکی عقل کے
موافق کلام کریں جیسا کہ مقاصد حسنہ میں ہے۔

باقی آئندہ

قولہ امرنا ان ننزل الناس
منازلهم روی ابن خزیمۃ
فی صحیحہ بسند صحیح
عن عائشۃ رض امرنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان ننزل الناس منازلهم رواہ
مسلم فی مقدمتہ تعلیقًا کما فی المقاصد

قول الشارح - اذا رأوا عن
اسماء بنت یزید انها
سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول الا انبئکم
بخیارکم قالوا بلی یارسول اللہ
قال خیارکم الذین
اذا رأوا ذکر اللہ رواہ
ابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ
وروی الحکیم عن ابن عباس
مرفوعًا بسند ضعیف
اولیاء اللہ تعالےٰ
الذی اذا رأوا ذکر اللہ
وقد روی البیہقی بسند
حسن مرفوعًا خیارکم الذی

قولہ امرنا ان ننزل الناس منازلهم
ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بسند صحیح حضرت
عائشہ رض سے روایت کیا ہے کہ ہم کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کو
اون کے مرتبہ پر رکھا کریں اور اسکو اپنے
مقدمہ میں تعلیقًا روایت کیا ہے جیسا کہ
مقاصد میں ہے۔

صاحب کلید کا قول اذا رأوا الخ
اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ انہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا
آپ فرماتے تھے کیا میں تم کو تمھارے اچھے ۱۳
لوگوں کی خبر نہ دوں لوگوں نے عرض
کیا ضرور خبر دیجئے یارسول اللہ آپ نے
فرمایا تم میں اچھے لوگ وہ ہیں کہ جب انکو
دیکھا جاتے تو خدا تعالیٰ یاد آجاوے روایت
کیا اسکو ابن ماجہ نے اسی طرح ہے مشکوٰۃ
میں اور حکیم نے حضرت ابن عباس رض سے
بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ اولیاء
اللہ وہ لوگ ہیں کہ اون کے دیکھنے سے
خدا تعالیٰ یاد آجاویں اور بیہقی نے بسند حسن
مرفوعًا روایت کیا ہے کہ تم میں اچھے

اذا رأوا ذكر الله لهم
الحديث كما في
الجامع الصغير
قول الشارح حديث
من سن في الاسلام
سنة حسنة فله
اجرها واجر من
عمل بها من بعده
من غير ان ينقص
من اجورهم شئ
ومن سن في الاسلام ۱۴
سنة سيئة كان
عليه وزرها
ووزر من عمل بها
من بعده من غير
ان ينقص من اوزارهم
شئ رواه مسلم
كذا في المشكوة
قول الشارح قوله هذا
جبل الخ عن انس ان النبي
صلى الله عليه وسلم

لوگ وہ ہیں کہ جب اونپر نظر پڑے تو انکی
وجہ سے خدا تعالیٰ یاد آجاوے الحدیث
جیسا کہ جامع صغیر میں ہے
صاحب کلید کا قول حدیث من سن
فی الاسلام الخ جس کا ترجمہ یہ ہے جو شخص
اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کرے تو
اسکو اوس اچھے طریقہ کا اجر بھی ملے گا
اور اس شخص کا بھی اجر ملیگا جو اس کے
بعد اسپر عمل کرے بدون اس کے کہ ان
لوگوں کے اجر میں سے کچھ گھٹ جاوے
(یعنی دونوں کو پورا پورا ثواب ملیگا) اور جو
شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرے
اوسپر اس طریقہ کا بھی گناہ ہوگا اور اس شخص
کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اوس پر
عمل کرے بدون اس کے کہ ان لوگوں کے
گناہ میں سے کچھ گھٹ جاوے (یعنی دونوں
کو پورا پورا گناہ ہوگا) روایت کیا اسکو
مسلم نے (مشکوۃ)
صاحب کلید کا قول حدیث
ھذا جبل الخ حضرت انس رضی سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

طلع له احد فقال
هذا يحبنا ونحبه
رواه البخاری کذا فی المشکوٰۃ

قوله لا يلدغ المؤمن من عن
ابی هريرة رض قال قال رسول الله
صلی الله عليه وسلم لا يلدغ المؤمن
من جحر واحد مرتين متفق عليه
كذا فی المشكوٰة

قول الشارح المؤمن غر كريم
عن ابی هريرة رض قال قال رسول الله
صلی الله عليه وسلم المؤمن
غر كريم والفاجر خب لئيم
رواه الترمذی۔

قوله گفت پیغمبر الخ فی المقاصد حديث
اعقلها وتوكل للترمذی فی الزهد
وفی العلل والبيهقی فی الشعب
وابو نعيم فی الحلية وابن ابی الدنيا
من حديث المغيرة بن ابی قرة
السدوسی سمعت انس رض يقول
قال رجل يا رسول الله اعقلها واتوكل
او اطلقها واتوكل قال اعقلها وتوكل يعنی الناقة

کوہ احد رونما ہوا آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے
محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے
ہیں۔ روایت کیا اسکو بخاری نے (مشکوٰۃ)

صاحب کلید کا قول لا یلدغ الخ
حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں کٹواتا۔
روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے (مشکوٰۃ)

صاحب کلید کا قول المومن
غر کریم حضرت ابوہریرہ رض سے
15 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مومن بھولا صاحب کرم ہوتا ہے۔
اور فاجر مکار لئیم ہوتا ہے (ترمذی)۔

شعر گفت پیغمبر بآواز بلند * بر توکل زانوئے اشتر ببند
مقاصد میں ہے حدیث اعقلها وتوکل
روایت کیا اسکو ترمذی نے زہد میں اور
علل میں اور بیہقی نے شعب میں اور ابو نعیم
نے حلیہ میں اور ابن ابی الدنیا نے توکل
میں مغیرہ بن ابی قرہ سدوسی کی روایت سے
کہ میں نے حضرت انس رض سے سنا کہ فرماتے
تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا میں اونٹنی کو

وقال الترمذي قال
عمرو بن علي يعني الفلاس
شيخه قال يحيى بن سعيد
القطان انه منكر ثم قال
الترمذي وهو غريب لا نعرفه
من حديث انس الا من
هذا الوجه وانما انكره
القطان من حديث
انس وقد روى عن
عمرو بن امية الضمري
عن النبي صلى الله عليه ١٦
وسلم نحوه يشير الى ما اخرجه
ابن حبان في صحيحه
وابو نعيم من حديث
جعفر بن عمرو بن
امية عن ابيه
قال قال رجل
للنبي صلى الله عليه
وسلم ارسل ناقتي و
اتوكل قال اعقلها وتوكل

(باقی آینده)

باندھکر توکل کروں یا کھلی چھوڑ کر توکل کروں
آپ نے فرمایا اوسکو باندھ دو اور توکل کرو
ترمذی کا قول ہے کہ عمرو بن علی فلاسی
نے جو ترمذی کے شیخ ہیں کہا ہے
کہ یحیٰی بن سعید قطان نے کہا ہے کہ یہ
حدیث منکر ہے پھر ترمذی نے کہا کہ یہ
غریب ہے حضرت انس رضہ کی روایت سے
بجز اس طریق کے ہم اوسکو نہیں پہچانتے
اور قطان نے جو اسکو منکر کہا ہے وہ صرف
حضرت انس رضہ کی روایت سے اور یہہ
حدیث عمرو بن امیہ ضمری سے بھی مروی ہے
اونہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے
قریب روایت کیا ہے یہ اوس حدیث کی
طرف اشارہ کیا ہے جسکو ابن حبان نے
اپنی صحیح میں اور ابو نعیم نے بھی جعفر بن
عمرو بن امیہ سے روایت کیا ہے وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں
اپنی ناقہ کو کھول کر توکل کروں آپنے
فرمایا باندھ کر توکل کرو۔

(باقی آینده)

قولہ گفت الخلق عیال للالٰہ۔ فی الجامع الصغیر اخرج ابو یعلی فی مسندہ والبزار عن انس والطبرانی عن ابن مسعود مرفوعًا الخلق کلہم عیال اللہ فاحبہم الی اللہ انفعہم لعیالہ۔

(مصرعہ) گفت الخلق عیال للالٰہ۔
جامع صغیر میں ہے کہ ابویعلی نے اپنے مسند میں اور بزار نے حضرت انسؓ سے اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ خلق تمام اللہ تعالیٰ کی عیال (یعنی زیر پرورش) ہیں سو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اسکی عیال کو زیادہ تر نفع پہونچانے والا ہو۔

قولہ نگریستن عزرائیل فی کتاب شرح الصدور للامام السیوطیؒ اخرج (ای) ابن ابی شیبۃ بھذا السند (ای عن عبد اللہ بن نمیر عن الاعمش) عن خثیمۃ قال دخل ملک الموت علی سلیمان علیہ السلام فجعل ینظر الی رجل ممن جلسائہ ویدیم النظر الیہ فلما خرج قال الرجل من ھذا قال ھذا ملک

قولہ نگریستن عزرائیل علیہ السلام الخ امام سیوطیؒ کی کتاب شرح الصدور میں ہے کہ ابن ابی
شیبہ نے اسی سند سے یعنی عبداللہ بن نمیر نے ١٧
اعمش سے انہوں نے خثیمہ سے روایت کیا ہے اونہوں نے کہا کہ حضرت ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور اونکے اہل مجلس میں سے ایک شخص کیطرف دیکھنے لگے اور تکنے لگے جب ملک الموت چلے گئے اوس شخص نے کہا یہ کون تھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ ملک الموت تھے اوس شخص نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ وہ میری طرف اس طرح نظر کرتے تھے جیسے میرا ہی قصد کرتے ہوں آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ مجھکو

الموت قال رأيته ينظر الي
كانه يريدني قال فما تريد
قال اريد ان تحملني على
الريح حتى تلقيني بالهند
فدعا الريح فحمله عليها
فالقته في الهند ثم اتى
ملك الموت سليمان قال
انك كنت تديم النظر الي
رجل من جلسائي قال كنت
اعجب منه امرت ان اقبضه
۱۸ بالهند وهو عندك -

قوله نعم مال صالح گفت
آں رسول اخرجه
الامام احمد كما في
كنوز الحقائق -

قول الشارح
ارشاد عن ابن مسعود
قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان للشيطان
لمة بابن آدم وللملك
لمة فاما لمة الشيطان

ہوا پر سوار کر دیجئے تاکہ مجکو ہند میں اوتار دے
آپنے ہوا کو بلایا اور اوس شخص کو اوسپر سوار کر دیا اور
اس نے ہند میں اوتار دیا پھر ملک الموت حضرت
سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے آپنے اونسے
فرمایا کہ تم میرے جلیسوں میں سے ایک شخص
کی طرف تک رہے تھے (یہ کیا بات تھی)
اونہوں نے کہا کہ میں اوس پر تعجب کر رہا تھا
مجکو حکم ہوا تھا کہ اسکی روح ہند میں قبض کروں
اور وہ آپ کے پاس حاضر تھا (اوسپر تعجب تھا
کہ اس حکم کی تعمیل کیسے ہوگی اللہ تعالیٰ نے
یہ سامان کر دیا)

(مصرعہ) نعم مال صالح گفت آں رسول -
امام احمد نے اوسکو روایت کیا جیسا کہ کنوز الحقائق
میں ہے ف یعنی نیک مال نیک آدمی کیلئے
اچھی چیز ہے -

صاحب کلید کا قول ارشاد الخ حضرت
ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان کا ایک تعلق اور
اثر ہے آدمی کے ساتھ اور فرشتے کا ایک تعلق
اور اثر ہے - سو شیطان کا اثر تو بری بات کا
وعدہ اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا اثر اچھی

فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما
لمۃ الملك فایعاد بالخیر وتصدیق
بالحق فمن وجد ذلك فلیعلم انہ
من اللہ فلیحمد اللہ ومن وجد
الاخری فلیتعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم الخ رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ
قولہ گفت پیغمبر
الی قولہ
کالمستشار
مؤتمن اخرجہ
ابن ماجہ
قول الشارح اذا غزا
عن کعب بن مالك
قال لم یکن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
یرید غزوۃ
الا وری رواہ
البخاری کذا
فی المشکوۃ
قولہ عقل چوں جبرئیلے گوید احمدا
گر بیئے گامے ہمہ سوزد مرا

بات کا وعدہ اور حق کی تصدیق۔ سو جو شخص اس
(مابعد کے) اثر کو محسوس کرے سو وہ یقین کر لے
کہ یہ من جانب اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرے
اور جو شخص دوسری حالت محسوس کرے وہ
اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے شیطان رجیم سے
روایت کیا ترمذی نے۔ مشکوۃ
قولہ گفت پیغمبر الی قولہ کالمستشار مؤتمن
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے۔ **ف**
یعنی جس سے مشورہ لیا جاوے اوسکو چاہیئے
کہ امین ہو نہ مشورہ میں خیانت کرے نہ اُس
رازکو کسی پر ظاہر کرے۔ 19
صاحب کلید کا قول اذا غزا حضرت کعب
ابن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ (سفر جہاد)
کا ارادہ فرماتے تھے کسی اور طرف کے سفر کی
صورت ظاہر فرماتے تھے (جسکی مثال سعدی
کے اس شعر میں ہے) ع سکندر کہ با شرقیاں حرب داشت
در خیمہ گویند در غرب داشت۔ روایت کیا
اسکو بخاری نے۔ مشکوۃ۔
شعر مثنوی عقل چوں جبرئیل گوید احمدا۔
گر بیئے گامے ہمہ سوزد مرا۔ خصائص کبری

فی الخصائص الکبریٰ
فی حدیث طویل فی حدیث
المعراج بروایۃ ابن ابی حاتم
ثم انطلق بی حتی انتہی الی
الشجرۃ فغشیتنی سحابۃ فیہا
من کل لون فرفضنی جبرئیل
وخررت ساجدا للّٰہ تعالےٰ
الحدیث وفی نشر الطیب
ما تعریبہ اسند ابو الحسن
ابن غالب فی شفاء الصدور
الی ابی الربیع بن سبع من ۲۰
حدیث ابن عباس قال
رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ
وسلم حتی وقف جبریل
علیہ السلام فی مکان
فقلت یا جبریل ھل
یرفض خلیل خلیلہ
ثم تمت عند المکان
فقال لو سبقت
احترقت
من النور

میں معراج کی ایک طویل حدیث میں ابن ابی حاتم کی روایت سے منقول ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام مجکو آگے لے چلے یہاں تک کہ شجرہ (سدرۃ المنتہیٰ) تک پہونچے پھر مجکو ایک بادل نے چھپالیا جس میں ہر قسم کے رنگ تھے سو جبریل نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر گیا اور نشر الطیب میں ہے کہ ابو الحسن بن غالب نے ابو الربیع ابن سبع کی طرف شفاء الصدور میں حضرت ابن عباس سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور میرے رب کی طرف چلنے میں میرے ہم سفر رہے یہاں تک کہ ایک مقام تک پہونچے پھر ٹھہر گئے میں نے کہا کہ اے جبریل کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے اونہوں نے کہا اگر میں اس مقام سے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں شیخ سعدی نے اسی کا ترجمہ کیا ہے ؎ بدو گفت سالار بیت الحرام - کہ اے حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی - عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند - بماندم کہ نیروے بالم نماند

(باقی آیندہ)

قوله گفت پیغمبر کہ رنجوری بلاغ

فی المقاصد الحسنة لاتمارضوا فتمرضوا ذکره ابن ابی حاتم فی العلل عن ابن عباس وقال عن ابیه انه منکر و اسنده الدیلمی من جهة ابی حاتم الرازی ثنا عاصم بن ابراهیم عن المنذر بن النعمان عن وهب بن قیس به مرفوعا وعلی کل حال فلا یصح وان وقع لبعض اصحابنا اه قلت لایلزم من عدم الصحة عدم ثبوته مطلقا ولو بسند ضعیف

قول الشارح المؤمن

مرآة المؤمن ۔ خرجه ابوداؤد کما فی الجامع الصغیر

قول الشارح اتقوا

اگر یک سر موئے برتر پرم ۔ فروغ تجلی بسوزد پرم اھ

شعر مثنوی ۔ گفت پیغمبر کہ رنجوری بلاغ ۔ الخ

مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ حدیث کہ تم بیماروں کی سی صورت مت بناؤ کہ سچ مچ بیمار ہو جاؤ گے ذکر کیا اس کو ابن ابی حاتم نے علل میں حضرت ابن عباس سے اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ یہ حدیث منکر ہے اور دیلمی نے اس کو ابی حاتم رازی کی جہت سے بسند بیان کیا ہے کہ ہم سے عاصم بن ابراہیم نے منذر بن نعمان سے انہوں نے وہب
۲۱ ابن قیس سے اسکو مرفوعا روایت کیا اھ ۔ ہر حال میں یہ حدیث صحت کو نہیں پہونچی اگرچہ ہمارے بعض اصحاب کے کلام میں واقع ہوئی ہے اھ میں کہتا ہوں کہ صحت کے درجہ تک (جو کہ ثبوت کا اعلیٰ درجہ ہے) نہ پہونچنے سے مطلق عدم ثبوت لازم نہیں اگرچہ سند ضعیف ہی سے ہو ۔

صاحب کلید کا قول المؤمن

مرآة المؤمن اسکو ابوداؤد نے روایت کیا جیسا کہ جامع صغیر میں ہے ۔

صاحب کلید کا قول اتقوا فراسة

فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ اخرجہ الترمذی وغیرہ کما فی الجامع الصغیر۔

قولہ رجعنا الخ اخرج الدیلمی عن جابر قال قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوم غزاۃ فقال قدمتم خیر مقدم قدمتم من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر مجاہدۃ العبد ہواہ کذا فی کنز العمال۔

۲۲

قول الشارح

اعدی الخ قلت اخرج البیہقی مرفوعا بلفظ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک کما فی کنوز الحقائق

قولہ ہرکہ ترسید ز حق و تقوی گزید ترسد ازوے جن و انس و ہرکہ دید

فی المقاصد الحسنۃ من خاف اللہ خوف منہ کل شیء الحدیث

المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے جیسا کہ جامع صغیر میں ہے۔

قول مثنوی رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر دیلمی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ غزوہ کرنے والے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم بہت اچھا آنا آئے (کیونکہ) جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے یعنی مجاہدہ کرنا بندہ کا اپنے ہوائے نفسانی سے اسیطرح ہے کنز العمال میں

صاحب کلید کا قول اعدی عدوک الخ میں کہتا ہوں کہ روایت کیا اسکو بیہقی نے مرفوعا ان الفاظ سے کہ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دو پہلوؤں کے درمیان ہے جیسا کہ کنوز الحقائق میں ہے۔

شعر مثنوی۔ ہرکہ ترسید از حق و تقوے گزید ترسد ازوے جن و انس و ہرکہ دید مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ حدیث کہ جو شخص حق تعالی سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز

ابو الشیخ فی الثواب والدیلمی
والقضاعی عن واثلۃ والعسکری
عن الحسین بن علی کلاھما
مرفوعا لفظ العسکری من
خاف اللہ اخاف اللہ منہ
کل شئی وھو عندہ عن ابن
مسعود من قولہ بزیادۃ
الشق الآخر وقال
المنذری فی ترغیبہ
رفعہ منکر وفی الباب
عن علی
وبعضھا
یقوی بعضا

قولہ
من
اراد ان
یجلس
مع اللہ
فلیجلس
مع اھل
التصوف

ڈرتی ہے روایت کیا اس کو ابو الشیخ نے
ثواب میں اور دیلمی قضاعی نے واثلہ سے
اور عسکری نے حسینؓ بن علیؓ سے مرفوعاً
اور عسکری کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص
اللہ تعالیٰ سے خائف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ
ہر چیز کو اس سے خائف کر دیتا ہے اور
یہ حدیث عسکری کے نزدیک ابن مسعود
سے مع زیادت دوسرے جزو کے انہی
کا قول مروی ہے اور منذری نے اپنی
ترغیب میں کہا ہے کہ اسکا مرفوع کرنا منکر ہے
اور اس باب میں حضرت علیؓ سے بھی مروی ٢٣
ہے اور بعض روایات بعض کی تقویت
کرتی ہیں۔

قول صاحب مثنوی من اراد ان

یجلس مع اللہ فلیجلس مع اھل
التصوف۔ مؤلف تشرف کہتا ہے کہ جن
حضرات سے یہ تخریج نقل کی گئی ہے
انہوں نے اس قول کی تخریج نہیں کی تو
میں نے بڑھایا ہے کہ یہ الفاظ تو منقول
نہیں دیکھے گئے لیکن دوسرے منقول
الفاظ سے یہ قول ماخوذ ہو سکتا ہے وہ

قال	ماخوذ الفاظ یہ ہیں انا جلیس من ذکرنی
اشرفعلی	مقاصد حسنہ میں ہے کہ اسکو دیلمی نے
انظر	بلا سند حضرت عائشہ رضہ سے مرفوعًا اسی لفظ
تحقیقه	سے روایت کیا ہے اور بیہقی کے نزدیک
فی ترجمة	شعب الایمان کے باب ذکر میں حسین بن
التشرف	حفص کی روایت سے اور وہ سفیان سے
المسمی	اور وہ عطار بن ابی مروان سے روایت
بتکمیل	کرتے ہیں کہ مجھسے ابی بن کعب نے روایت کیا
التصرف	کہ موسیٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے
المتعلقة	جواب میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے
بهذا	موسیٰ میں اس شخص کا جلیس ہوں جو میرا
المقام	ذکر کرے اور ابو الشیخ کے نزدیک عبد اللہ

ابن عمیر کی روایت سے اور وہ کعب سے روایت کرتے ہیں اور ثور بن یزید کی روایت سے اور وہ عبدہ سے روایت کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا کہ یٰمُوسیٰ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ اھ اس حدیث سے حدیث متن کی طرح ماخوذ ہو سکتی ہے۔ حدیث مقاصد سے حق تعالیٰ کا جلیس اہل ذکر ہونا ثابت ایک مقدمہ تو یہ ہوا۔ دوسرا مقدمہ عقلی بدیہی ہے کہ اگر ایک ہی شخص کے دو جلیس ہوں تو وہ باہم بھی جلیس ہوتے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ ذاکر کا جلیس ہے اور دوسرا شخص بھی ذاکر کا جلیس ہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کا بھی جلیس ہوگا اور جب ذکر و تصوف مرادف ہیں تو اہل تصوف کے جلیس کا جلیس حق ہونا ثابت ہو گیا اور یہی تفصیل ہے حضرت مرشدی کے ارشاد کی کہ حدیث میں اہل التصوف کا تو لفظ نہیں مگر اہل الذکر کا لفظ ہے تو مواقعہ اہل الذکر کے ورود کی یہ صورت ہے جو حضرت نے لکھی غرض یہ روایت بالمعنی ہے جو کہ مثل روایت باللفظ کے معتبر ہے۔

(باقی آئندہ)

قول الشارح

من
عرف
نفسہ
فقد
عرف ربہ
اخرجہ الدیلمی
مرفوعًا بلفظ
اذا عرف نفسہ
عرف ربہ
کذا فی کنوز الحقائق

قولہ ان سعد الغیور الخ
اخرجہ الخرائطی فی مکارم
الاخلاق عن ابی ھریرۃ
مرفوعًا یا معشر الانصار
ان سعد الغیور وانا اغیر منہ
واللہ اغیر منی واخرجہ
البخاری ومسلم واحمد
عن المغیرۃ مرفوعًا

صاحب کلید کا قول من عرف

نفسہ فقد عرف ربہ روایت کیا اسکو
دیلمی نے مرفوعًا ان الفاظ سے اذا عرف نفسہ
عرف ربہ اسی طرح ہے کنوز الحقائق میں مؤلف
تشرف کہتا ہے کہ مقاصد میں ابوالمظفر بن سمعان
کا قول اس حدیث کی نسبت نقل کیا ہے
انہ لا یعرف مرفوعًا وانما یحکی عن یحییٰ
بن معاذ یعنی من قولہ اور نووی کا قول نقل
کیا ہے انہ لیس بثابت واللہ اعلم مگر
باوجود غیر ثابت کہنے کے اس کے معنی کو اس
۲۵ تاویل سے صحیح کیا ہے من عرف نفسہ
بالحدوث عرف ربہ بالبقاء ومن
عرف نفسہ بالفناء عرف ربہ بالبقاء

قول مثنوی ان سعد الغیور الخ خرائطی
نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابوہریرہ سے
مرفوعًا روایت کیا ہے کہ اے گروہ انصار کے
بیشک سعد بہت غیرت دار ہیں اور میں
ان سے بھی زیادہ غیرت دار ہوں واللہ تعالیٰ
مجھسے بھی زیادہ غیرت دار ہیں بخاری ومسلم
اور احمد نے مغیرہ بن شعبہ سے مرفوعًا
روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

أتعجبون من غيرة سعد
وأنا أغير منه والله أغير
مني ومن أجل غيرة الله
حرم الفواحش ما ظهر
منها وما بطن ولا أحد
أحب إليه العذر من
الله الحديث كذا في
كنز العمال

کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو اور
میں انسے بھی زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ
مجھسے بھی زیادہ غیرت دار ہیں اور غیرت الٰہیہ
کے سبب اللہ تعالیٰ نے بیحیائی کی باتوں کو حرام
فرمایا ہے اونمیں جو ظاہر ہیں وہ بھی اور جو
باطن ہیں وہ بھی اور کوئی شخص ایسا نہیں جسکو
اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذر محبوب ہو اسیطرح
ہے کنز العمال میں ÷

قوله من كان لله كان الله له
روى الطبراني في الصغير
وابن أبي الدنيا ومن طريقه ۲۶
البيهقي في الشعب مرفوعًا
من انقطع إلى الله عز وجل
كفاه الله تعالى كل
مؤنة ورزقه من حيث
لا يحتسب ومن انقطع
إلى الدنيا وكله الله
إليها اسناده
منقطع وفيه ابراهيم
بن الاشعث تكلم فيه
ابو حاتم كما قال العراقي

قول مثنوی من کان للہ کان اللہ
طبرانی نے صغیر میں اور ابن ابی الدنیا نے
اور ابن ابی الدنیا کے طریق سے بیہقی نے
شعب میں مرفوعا روایت کیا ہے کہ جو شخص
سب سے منقطع ہو کر اللہ عز وجل ہی کا ہو رہے
اللہ تعالیٰ اسکی تمام مشقتوں میں کفایت
فرماتے ہیں اور اسکو ایسی جگہ سے رزق
دیتے ہیں جہاں سے اس کا گمان ہی نہیں
ہوتا اور جو شخص بالکل دنیا ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ
اوسکو دنیا ہی کے حوالے کر دیتا ہے اھ
اسکی اسناد منقطع ہے اور اس (کی اسناد) میں
ابراہیم بن اشعث ہے جسمیں ابو حاتم نے
کلام کیا ہے جیسا کہ عراقی نے کہا ہے

کذا فی شرح الاحیاء
قولہ گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم
فی المشکوٰۃ عن عمر رضہ
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اصحابی کالنجوم
فبایہم اقتدیتم اہتدیتم
رواہ رزین
قولہ گفت طوبی لمن رانی مصطفٰے
روی عبید بن حمید
عن ابی سعید وابن
عساکر عن واثلۃ مرفوعاً
بسند حسن طوبی لمن رانی
ولمن رای من رانی ولمن
رای من رای من رانی
کذا فی الجامع الصغیر
للسیوطی۔
قولہ ان لربکم نفحات روی
الطبرانی بسند ضعیف
عن محمد بن مسلمۃ مرفوعاً
ان لربکم فی ایام دہرکم
نفحات فتعرضوا لہا

اسی طرح ہے شرح احیاء میں۔
شعر مثنوی گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم الخ
مشکوٰۃ میں حضرت عمر رضہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے
اصحاب مثل ستاروں کے ہیں اونمیں سے
جس کسی کا بھی اقتدا کرلو (دین کا) راہ
پالوگے روایت کیا اسکو رزین نے۔
شعر مثنوی گفت طوبی من رانی مصطفٰے الخ
عبید بن حمید نے ابو سعید سے اور ابن
عساکر نے واثلہ سے مرفوعاً بسند حسن روایت
۲۷ کیا ہے کہ بڑی خوشحالی ہے اوس شخص کے
لیئے جس نے مجھکو دیکھا ہے اور اسکے
لیے بھی جس نے میرے دیکھنے والے کو
دیکھا اور اس کے لیے بھی جس نے میرے
دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا
ہے۔ اسیطرح ہے سیوطی کی جامع صغیر میں۔
قول مثنوی۔ ان لربکم نفحات۔ طبرانی
نے بسند ضعیف محمد بن مسلمہ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے کہ بیشک تمہارے ایام عمر
میں تمہارے رب کے کچھ فیوض ہوتے ہیں
سو تم اس کیلئے آمادہ رہا کرو شاید تمہیں سے

فی الشتاء وذلک ان اللہ
تعالی خلق آدم
من طین والطین
یلین فی الشتاء
وروی الامام احمد فی
مسندہ بسند حسن وابو یعلی
عن ابی سعید مرفوعا
الشتاء ربیع المؤمن اھ
قولہ استن حنانہ الخ فی القصۃ
اجزاء توخذ من مجموع
۲ ہذہ الروایات **الاولی**
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
والذی نفسی بیدہ لولم التزمہ
ما زال ھکذا حتی تقوم الساعۃ
حزنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم رواہ الامام ابو بکر
محمد بن اسحق بن خزیمۃ و
الترمذی **الثانیۃ** فی
روایۃ الترمذی فما ھو الا
ان قعد علیہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فسکنت الخشبۃ الخ

پیدا کیا اور گارا جاڑوں میں نرم ہو جاتا ہے
اور امام احمد نے اپنی مسند میں بسند حسن اور
ابو یعلی نے ابو سعید سے مرفوعاً روایت کیا
ہے کہ جاڑا مومن کے لیے ربیع ہے **ف**
دوسری روایت مشیر ہے کہ مقصود مع
اس بردکی ہے جو مشابہ ربیع کے ہو اور برد
خریف اس کے مشابہ نہیں پس اس کے
لئے حکم مقابل ہوگا واللہ اعلم۔
قول مثنوی۔ استن حنانہ الخ اس قصہ
میں کئی جزو ہیں جو روایات ذیل کے مجموعہ
سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔
پہلی روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ ارشاد قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے اگر میں اسکو اپنے سے
چمٹا نہ لیتا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے غم (فراق) میں اسی حالت (گریہ نالہ)
میں رہتا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جاتی
روایت کیا اسکو امام ابو بکر محمد بن اسحق
ابن خزیمہ نے اور ترمذی نے بھی
دوسری روایت ترمذی کی روایت
میں ہے بس اتنی ہی بات ہوئی کہ اس

الثالثة فی البخاری فکان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا
خطب یقوم الی جذع
منها فلما صنع له المنبر
فکان علیه فسمعت لذلك
صوتا۔ **الرابعة** فی بعض
الروایات المروی عن سعد
اقبل رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم حتی جلس علی
المنبر فلما فقده الجذع حن حنینا
افزع الناس ام **الخامسة**
فی روایة ابی القاسم البغوی
فقال صلی اللہ علیه وسلم ان تشا
اغرسك فی الجنة فیاکل
منك الصالحون وان تشا
نعیدك رطبا کما کنت
فاختار الاخرة علی الدنیا
السادسة وقد ورد
وفی روایة محمد
ابن سعد فخار الجذع
حتی تصدع وانشق

(منبر) پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے
اور کلام فرمایا اور اس ستون نے آپکو
(اپنے پاس) نہ پایا (بس اس میں سے رونیکی
آواز شروع ہوگئی) **تیسری روایت**
بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
معمول تھا کہ جب خطبہ پڑھتے تھے تو کھجور
کے ایک تنہ سے لگ کر کھڑے ہوتے
تھے جب آپکے لیے منبر بنایا گیا آپ اسپر
تشریف فرما ہوئے تو (راوی کہتے ہیں)
میں نے اس تنہ کی آواز (گریہ کی) سنی
چوتھی روایت حضرت سعد کی بعض ۳۱
روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم
تشریف لائے یہانتک کہ منبر پر بیٹھ گئے
پس جب آپ کو اس تنہ نے نہ پایا تو ایسی
دردناک آواز سے رویا کہ لوگونکو پریشان کردیا۔
پانچویں روایت ابو القاسم بغوی کی روایت
میں ہے کہ اس (ستون) سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے
تو تجکو جنت میں لگوا دوں سو نیک لوگ
تیرا پھل کھایا کریں اور اگر تو چاہے
تو ہم پھر تجکو ہرا بھرا کر دیں جیسا تو پہلے تہا

فنزل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فمسحہ
بیدہ حتی سکن وکان
اذا صلی صلی الی
ذلک الجذع السابعۃ
اخرج الامام احمد فی
مسندہ عن انس قال
کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا خطب
یوم الجمعۃ یسند ظہرہ
الی خشبۃ فلما کثروا
قال ابنوا منبرا فبنوا لہ
تحول من الخشبۃ الی
منبر الثامنۃ
وفی الدارمی من حدیث
بریرۃ فاصغی لہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
ثم قال بقوم فقال بل
تغرسنی فی جنۃ
ترزقت کلیۃ
من شرح الاجباء

اونسنے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔
چھٹی روایت۔ محمد بن سعد کی روایت
میں وارد ہے کہ وہ ستون ایسا چلایا کہ
پھٹ گیا اور شق ہوگیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (منبر سے) اترے اور اسپر اپنا
دست مبارک پھیرا یہاں تک کہ (رونے
سے) تھم گیا اور آپ جب نماز پڑھتے
تھے تو اُس ستون کی طرف پڑھتے تھے
(یعنی اسکو سترہ بناتے تھے) ساتویں روایت
امام احمد نے اپنے مسند میں حضرت انس رض
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے
تھے تو اپنی کمر ایک لکڑی سے لگا لیتے تھے
جب لوگ زیادہ ہوگئے آپ نے فرمایا
کہ ایک منبر بناؤ تاکہ اونچے کھڑے
ہونیسے آواز دور تک پہونچ سکے لوگوں
نے آپ کے لیے منبر بنایا۔ آٹھویں روایت
اور دارمی میں بریرہ کی روایت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی طرف کان لگایا
اسکی بات سننا چاہتے تھے اوس نے عرض
کیا کہ نہیں آپ مجھکو جنت میں لگا دیجیے اور کل روایات شرح
احیاء میں ہیں

(باقی آئندہ)

۳۱

قولہ گفت پیغمبر الی قولہ ای خدایا منفقان الخ

روی الشیخان عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
ما من یوم یصبح العباد
فیہ الا ملکان
ینزلان فیقول
احدھما اللھم
اعط منفقا خلفا
ویقول الآخر
اللھم اعط ممسکا
تلفا کذا فی المشکوٰۃ

قول الشارح الفقر فخری
فی المقاصد الحسنۃ قال
شیخنا ھو باطل موضوع
والدیلمی عن معاذ بن جبل
رفعہ تحفۃ المومن فی الدنیا
الفقر وسندہ لا بأس بہ اھ مختصراً

قولہ [illegible]
الجاھل روی ابو داود عن ابن
عمر مرفوعاً ما رأیت من
ناقصات عقل ولا دین
اغلب لذی لب منکن

قول مثنوی گفت پیغمبر الی قولہ اے خدا یا منفقاں را۔ الخ بخاری ومسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں بندوں کو صبح ہوتی ہو (اور ظاہر ہے کہ ہر دن ایسا ہی ہوتا ہے) مگر دو فرشتے (آسمان سے) نازل ہوتے ہیں ان میں ایک یہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو عوض دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ نہ کرنے والے کو تلف (نقصان) دے

۳۳ اسی طرح ہے مشکوٰۃ میں۔

صاحب کلید کا قول۔ الفقر فخری مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ غلط و موضوع ہے اور دیلمی نے معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مومن کا تحفہ دنیا میں فقر ہے اور اس کی سند میں کچھ مضائقہ نہیں۔

قول مثنوی [illegible]
و یغلبہن جاہل [illegible] ابو داود نے ابن عمر سے روایت کیا ہے [illegible] ذی عقل پر غالب ہونے والا عورتوں سے جو کہ ناقص العقل والدین بھی ہوتی [illegible]

الحديث قلت ويستفاد
منه معنى الرواية المذكورة

قوله حبك الشي يعمي ويصم
في الاربعين للشاه
ولي الله رح بسنده
مرفوعاً
حبك الشي
يعمي ويصم

قول الشارح غالباً
سيوطي في قوله
قيامة اخرجه الترمذي
مرفوعاً قال صلى الله ۳۴
عليه وسلم ان اول
ما خلق الله القلم فقال له
اكتب فجرى بما هو كائن
الى الابد وقال الترمذي
حسن صحيح غريب وفي
الدر المنثور عن ابن
عباس ان المراد ما هو
كائن الى يوم القيامة
وكذا عن ابي هريرة
مرفوعاً كما في حاشية
الترمذي عن علي القاري

کسیکو نہیں دیکھا الحدیث اس سے روایت
مذکورہ کے معنی مستفاد ہوتے ہیں۔

قول مثنوی حبک یعمی ویصم حضرت
شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی اربعین میں انکی
سند سے مرفوعاً مروی ہے کہ تمہارا
کسی چیز سے (حد سے زیادہ) محبت کرنا
اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے (کہ محبوب کی
برائی چشم وگوش میں نہیں آتی)

صاحب کلید کا قول۔ غالباً سیوطی
الی قولہ قیامت ترمذی نے مرفوعاً روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور
اس سے فرمایا لکھ۔ بس ابد تک جو ہونیوالا
ہے اسکی (کتابت کی) ساتھ وہ (قلم)
جاری ہوگیا ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن
صحیح غریب ہے اور در منثور میں حضرت
ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد
(ما ھو کائن الی الابد سے) وہ چیزیں
ہیں جو قیامت تک ہونیوالی ہیں (پس
ابد سے مراد قیامت ہوئی) اور اسیطرح
ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
جیسا کہ حاشیہ ترمذی میں علی قاری
سے منقول ہے۔

قوله شاوروهن في
المقاصد الحسنة
حديث شاوروهن
وخالفوهن لم اره
مرفوعا ولكن عند
العسكري من قول
عمر خالفوا النساء
فان في خلافهن
البركة ام محصلا
وفي الفوائد المجموعة
مرفوعا هلكت
الرجال حين اطاعة
النساء فان
في خلافهن
البركة اخرجه
الطبراني والحاكم وصححه
قوله مرتد شدن كاتب وحي الخ
في لباب النقول
في سورة الانعام منه
اخرج ابن جرير عن عكرمة
في قوله ومن قال
سانزل مثل ما انزل الله
قال نزلت في عبد الله بن

قول صاحب مثنوی۔ شاوروهن الخ
مقاصد حسنہ میں ہے کہ حدیث شاوروهن
وخالفوهن میں نے مرفوعاً نہیں دیکھی
لیکن عسکری کے نزدیک حضرت عمرؓ کا
قول ہے کہ عورتوں کی مخالفت کرو کیونکہ
انکی مخالفت میں برکت ہے ام محصلاً
اور فوائد مجموعہ میں مرفوعاً ہے کہ مرد ہلاک
ہوجائیں گے جسوقت عورتوں کی اطاعت
کرنے لگیں گے کیونکہ ان کے خلاف
میں برکت ہے روایت کیا اسکو طبرانی
اور حاکم نے **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ باعتبار
۳۵ اکثر عورتوں کے اور اکثر امور کے ہے
ورنہ جس عورت میں فہم اور دین ہو اور اسکی
رائے درست ہوگی وہ مستثنیٰ ہے خود حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امور میں حضرت
ازواج مطہرات سے مشورہ لیکر عمل فرمایا ہے۔
قول صاحب مثنوی۔ مرتد شدن
کاتب وحی در لباب النقول سورۂ انعام میں
ہے ابن جریر نے عکرمہ سے آیت
کے ذیل میں ومن قال سانزل
مثل ما انزل اللہ عکرمہ سے ہے۔ کہ
عکرمہ نے کہا کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی
سرح کے باب میں نازل ہوئی ہے پس یہ

سرح الخ ثمرات ۵ صلی الله علیه وسلم مع عثمان وجدد الاسلام یوم فتح مكة۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ حاضر ہوئے اور اسلام کی تجدید کی۔

قول الشارح سیکون

في المشكوة مرفوعاً لقد كان فيما قبلكم من الامم محدثون فان يك في امتی احد فانه عمر رض متفق علیه۔

صاحب کلید کا قول سیکون الخ

مشکوۃ میں مرفوعاً ہے تم سے پہلی امتوں میں صاحب الہام لوگ تھے سو اگر کوئی میری امت میں ہوا اور ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امت سب امتوں سے افضل ہے) تو عمر (بھی) ضرور ہیں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔

قوله اصبحت مؤمنا

حقا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم الی آخر القصة قد ۳۶
وقع الخلط بین القصتین واني انقل كلیتهما عن الرحمة المهداة كتاب الایمان ... عن محمد بن صالح الانصاری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لقی عوف بن مالك فقال کیف اصبحت یا عوف بن مالك قال اصبحت مؤمنا حقا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لکل قول حقیقة

قول صاحب مثنوی اصبحت مؤمنا

حقاً یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی آخر القصة۔ صاحب تشرف کہتا ہے کہ یہاں دو قصوں میں خلط واقع ہوگیا ہے اور میں دونوں کو رحمۃ مہداۃ کی کتاب الایمان سے (الگ الگ) نقل کرتا ہوں سو ایک قصہ تو یہ ہے کہ محمد بن صالح انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف بن مالکؓ سے ملاقات کی اور فرمایا اے عوف بن مالک تم نے کس حالت میں صبح کی انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ میں پختہ مومن ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے

فما حقيقة ذلك	(جس سے اوس قول کا حق ہونا معلوم ہوتا ہی
قال يا رسول الله	سو تمھارے) اِس (قول) کی کیا حقیقت ہے
اطلقت نفسي	اونہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے
من الدنيا	اپنے نفس کو دنیا سے آزاد کر دیا اور راتیں
واسهرت ليلي	جاگنے میں گذاریں اور دوپہر پیاس میں
واظمأت	گذاری (غالباً روزہ مراد ہے کہ اوسمیں
هواجري كأني	دوپہر کو زیادہ پیاس لگتی ہے اور کثرتِ
انظر الى عرش	استحضار عالم آخرت سے میری یہ حالت ہے
ربي وكأني انظر	کہ) گویا میں اپنے پروردگار کے عرش کو
الى اهل الجنة	دیکھ رہا ہوں اور گویا میں اہلِ جنت کو دیکھ
يتزاورون	رہا ہوں کہ آپس میں باہم ملاقات کر رہے ہیں ۳۷
فيها وكأني انظر	اور گویا اہلِ دوزخ کو دیکھ رہا ہوں کہ اوسمیں
الى اهل النار	چیخ چلا رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
يتضاغون	نے فرمایا کہ (واقعی) تم نے (حقیقت کو) پہچان
فقال رسول الله	لیا یا یہ فرمایا کہ (واقعی) تمکو (حقیقت کی) تلقین
صلى الله عليه	کی گئی (پس تمہارا دعوی ایمان حق ہے)
وسلم عرفت	پس اسی پر جمے رہنا، دوسرا قصہ یہ ہے
او لقنت فالزم	کہ زید بن خبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے
رواه ابوبكر	عرض کیا، یا رسول اللہ آپ مجھکو خبر دیجئے
ابن شيبة والآخر	کہ اللہ تعالیٰ کی علامت (اللہ تعالیٰ) ایسے
عن زيد بن الخبر انه	شخص کے متعلق جسکو وہ چاہیں (یعنی اسکے

قال یا رسول اللہ
لتخبرنی ما علامۃ
اللہ فیمن یرید
وما علامۃ
فیمن لا یرید
قال لی کیف اصبحت
یا زید قلت
اصبحت احب
الخیر واھلہ
ان قدرت علیہ
بادرت الیہ ۳۸
وان فاتنی حزنت
وحننت الیہ
قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
فتلک علامۃ
[illegible] فیمن یرید
ولو اراد بک غیرہ
[illegible]

قولہ الشقی [illegible] السیوطی
فی [illegible] الصغیر

محبت کریں (کیا آ اور کا سیطرح) اللہ تعالیٰ کی
علامت ایسے شخص کے متعلق جسکو وہ چاہیں
کیا ہے آپنے مجھ سے (یعنی زید سے) فرمایا
اے زید تم نے کس حالت میں صبح کی میں نے
عرض کیا کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ
امر خیر سے اور اہلِ خیر سے محبت رکھتا ہوں
(اور) اگر اوسپر (خیر پر) قدرت پاتا ہوں
تو اوسکی طرف دوڑتا ہوں اور اگر وہ (یعنی خیر)
مجھ سے فوت ہو جاتی ہے تو اوسپر مغموم
ہوتا ہوں اور اوسکی طرف مشتاق ہوتا ہوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ
اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اوس شخص کے متعلق
جسکو وہ چاہتے ہوں اور اگر تمکو اس کے
خلاف کے لیے چاہتے تو اسی کے لیے
تمکو تیار کرتے (یعنی ویسا ہی سامان کر دیتے)
روایت کیا اوسکو رزین نے **ف** یہ دونوں
روایتیں شطر اول کے کتاب الرجاء کے
اول میں اور ختم کے قریب میں قدرے
تفاوت سے گذر چکی ہیں۔

قول صاحب مثنوی الشقی الخ اسکو
امام سیوطی نے جامع صغیر میں طبرانی کی صغیر سے

للطبرانی مرفوعًا بسند
صحیح ما لفظہ السعید من
سعد فی بطن امہ
والشقی من شقی فی بطن امہ

قولہ ابیت عند ربی
اخرجہ البخاری عن
ابی هریرة عن
النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال
ایاکم والوصال
مرتین قیل انک
تواصل قال انی
ابیت یطعمنی ربی
ویسقینی فاکلفوا
من العمل ما تطیقون

قولہ مدینۃ علم روی الحاکم
والطبرانی وابو الشیخ وغیرهم
کلهم من حدیث ابی معاویۃ
الضریر عن الاعمش عن مجاهد
عن ابن عباسؓ مرفوعًا
انا مدینۃ العلم وعلی بابها

بسند صحیح ان الفاظ سے مرفوعًا وارد کیا ہے
کہ سعید وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں
سعید ہو جائے اور (اسیطرح) شقی وہ ہے
جو اپنی ماں کے پیٹ میں شقی ہو جائے۔

قول صاحب مثنوی ابیت عند
ربی۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ سے
اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (صوم) وصال سے
اپنے کو بچاؤ یہ دوبار فرمایا۔ عرض کیا گیا
آپ تو (صوم میں) وصال فرماتے ہیں
٣٩ آپ نے فرمایا میں تو اس حال میں رات
گذارتا ہوں کہ میرا رب مجھکو کھلا پلا دیتا ہے
(اسلئے مجھکو ظاہری کھانا پینا ترک کر دینا مضر
نہیں۔ اور تمکو مضر ہوگا) سو عمل کا اتنا ہی بار
اٹھاؤ جسکی طاقت رکھتے ہو۔

قول صاحب مثنوی۔ مدینہ علم حاکم اور
طبرانی اور ابو الشیخ وغیرہم نے سب نے
ابی معاویۃ الضریر کی روایت سے انہوں نے
اعمش سے۔ انہوں نے مجاہد سے انہوں نے
ابن عباسؓ سے مرفوعًا روایت کیا ہے
کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کے

فمن اتی العلم فلیأت الباب
وتفصیل الاسناد فی
المقاصد الحسنة۔
قوله من احب لله وبغض لله
حدیث من احب لله وابغض
لله واعطی لله ومنع لله
فقد استکمل الایمان
اورده العلامة السیوطی رح
فی الجامع الصغیر عن ابی
امامة مرفوعًا بروایة ابی
داؤد وایضا المقدسی ثم صححه ۴۰
قوله لایسع فینا نبی مرسل
قال صاحب التشرف من
تحقیق الحدیث فی الشطر الاول
کتاب عجائب القلب منه
بعد خمسة احادیث او ستة
وکذلک تحقیق بعض آخر من احادیث
(المثنوی)

دروازہ ہیں سو جو شخص علم میں داخل ہو وہ
دروازہ سے داخل ہو اور سند کی تفصیل
مقاصد حسنہ میں ہے۔
قول من احب للہ وابغض للہ یہ حدیث
کہ جو شخص اللہ ہی کیلئے محبت کرے اللہ ہی کے
لیے بغض رکھے اللہ ہی کے لیے دے اللہ
ہی کے لیے دینے سے ہاتھ روکے اوس نے
ایمان کو کامل کرلیا اسکو علامہ سیوطی نے
جامع صغیر میں ابی امامہ سے مرفوعا ابوداود سے
اور ضیاء مقدسی کی روایت سے وارد کیا ہے
پھر اوسکی تصحیح کی ہے۔
قول صاحب مثنوی لایسع فینا نبی
مرسل الخ۔ صاحب تشرف کہتا ہے
کہ اس حدیث کی تحقیق شطر اول کتاب
عجائب القلوب کی پانچویں چھٹی حدیث
کے بعد گذر چکی ہے اور اسیطرح مثنوی کی
بعض دوسری احادیث کی تحقیق بھی۔

(باقی آئندہ)

تخریج بعض الروایات الواردۃ فی الدفتر السادس من المثنوی المعنوی

او شرحہ کلید مثنوی نفس کلید

قول الشارح حدیث علماء امتی
کانبیاء بنی اسرائیل قلت انہ
وان لم ینقل لفظًا لکنہ صحیح معنٰی
کما حققہ فی المقاصد الحسنۃ

قول الشارح حدیث
قال اللہ تعالٰی
اعطیھم من حلمی وعلمی
روی البیھقی عن
ام الدرداء فی
فضل ھذہ
الامۃ قال رسول
اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن اللہ
تبارک وتعالٰی قال
یا عیسٰی انی باعث من
بعدک امۃ اذا اصابھم
ما یحبون حمدوا اللہ
وان اصابھم

صاحب کلید کا قول۔ حدیث علماء امتی
کانبیاء بنی اسرائیل میں کہتا ہوں کہ یہ
حدیث گو لفظًا منقول نہیں لیکن معنے
صحیح ہے جیسا کہ مقاصد حسنہ میں تحقیق کیا ہے

صاحب کلید کا قول۔ حدیث قال اللہ
تعالٰی اعطیہم من حلمی وعلمی بیہقی نے اس امت
کی فضیلت میں ام الدرداءؓ سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴
فرمایا کہ حق تعالٰی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام
سے ارشاد فرمایا کہ اے عیسٰی میں تمہارے
بعد ایک ایسی امت قائم کرنیوالا ہوں کہ
جب انکو کوئی محبوب حالت پیش آویگی
وہ اللہ تعالٰی کی حمد کریں گے اور اگر انکو
کوئی ناگوار حالت پیش آوے گی تو وہ
اوسمیں ثواب کی امید رکھیں گے اور صبر
کریں گے حالانکہ اونمیں نہ حلم ہوگا نہ عقل
ہوگی اونہوں نے عرض کیا اے رب
یہ بات اونکو کیسے میسر ہوگی حالانکہ اونمیں

ص ۱۳ ملحقہ علی پش
تجدید العبارۃ فی
خلاصہ الشرح الثانی

ما یکرھون احتسبوا
و صبروا ولا حلم
ولا عقل فقال
یا رب کیف یکون
ھذا لھم ولا حلم
ولا عقل قال
اعطیھم من حلمی
وعلمی کذا فی المشکوۃ

قول الشارح حدیث آل محمد
کل تقی اوردہ فی الجامع الصغیر
عن الطبرانی وفی کنوز الحقائق عن الطبرانی

قولہ ہمچو احمد کو بود زین شاہ
الی حدیث [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

حلم ہوگا نہ عقل ہوگی ارشاد ہوا کہ میں ان کو
اپنے حلم اور علم میں سے دیدوں گا اسی طرح
ہے مشکوۃ میں **ف** یعنی ان کے علم و حلم
ضعیف سے کام لینے میں اکتساب کا حصہ
کم ہوگا وہب کا حصہ زیادہ ہوگا دوسری
امتوں میں اس کا عکس ہے یہ وجہ ہے
تخصیص کی ورنہ جس میں علم و علم ہوا ہے
وہ عطائے حق ہی ہے۔

قول صاحب کلید۔ حدیث آل محمد
کل تقی اسکو جامع صغیر میں طبرانی سے
وارد کیا ہے اور کنوز الحقائق میں طبرانی سے

قول مثنوی ہمچو احمد کو بود از زمین
[illegible] ہے اوس حدیث کی طرف کہ میں
[illegible] طرف سے پاتا ہوں اور
یمن کی طرف اشارہ فرمایا اسکو طبرانی
سے روایت کیا اسی طرح ہے کنز العمال
[illegible] **ف** اس حدیث کے
معنی کی تحقیق شعراؤں میں کتاب الصلوۃ
[illegible] گذر چکی ہے

[illegible] والے گلے گذارش حق [illegible]

اشارة الى الحديث المرفوع	یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی طرف
ان الله خلق خلقه	کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ظلمت میں
فى ظلمة فالقى عليهم	پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا سو جسکو نور میں
من نوره فمن اصابه	سے کچھ پہونچ گیا وہ ہدایت پاوے گا
من ذلك النور اهتدى	اور جسکو وہ نور نہیں پہونچا وہ گمراہ ہوگا۔
ومن اخطأه ضل رواه	روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے
احمد والترمذى	اسی طرح ہے مشکوۃ میں ف یہ پہونچنا
كذا فى المشكوة	نہ پہونچنا اضطراری نہیں حق تعالیٰ کا اختیاری ہے
قوله نبى فرمود جود محمد الخ	**قول صاحب مثنوی** نے نبی فرمود جود محمد
اشارة الى الحديث المرفوع	یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی
وبعضه السخاء شجرة فى	طرف [illegible] کے الفاظ یہ ہیں کہ سخاوت ۴۳
الجنة فمن كان سخيا اخذ	[illegible] جنت میں ہے جو شخص
بغصن منها فلم يتركه	سخی ہوتا ہے وہ اس درخت کی ایک شاخ
الغصن حتى يدخله الجنة	کو پکڑے ہوئے ہے وہ شاخ اس کو
والشح شجرة فى النار	نہ چھوڑے گی جب تک کہ وہ جنت میں
فمن كان شحيحا اخذ	داخل نہ [illegible] درخت ہے
بغصن منها	دوزخ میں جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اس
فلم يتركه	درخت کی ایک شاخ کو پکڑے ہوئے ہے
الغصن حتى	وہ شاخ اسکو نہ چھوڑے گی جب تک
يدخله النار	[illegible] نہ کرے گی
رواه البيهقى فى [illegible]	[illegible] شعب الایمان میں

شعب الایمان کذا فی المشکوۃ

قول الشارح فی الرمل

حدیث مسلم
المرفوع کان
نبی من الانبیاء
یخط فمن
وافق خطه
فذاک
کذا فی المشکوۃ

۴۸ **قوله** مصطفی فرمود او قوله
بزنا یا صبی فی المقاصد
الحسنة ص۳۰۰ فی تحقیق حدیث
ما من نبی نبئ الا بعد الاربعین
قال ابن الجوزی موضوع

قول الشارح لو تعلمون ما اعلم
فی حاشیة عن الجامع الصغیر
قال صلی الله علیه وسلم
لو تعلمون ما انتم لاقون
بعد الموت ما اکلتم طعاما
علی شهوة ابدا

اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

صاحب کلید کا قول۔ در بارہ رمل کے
مسلم کی مرفوع حدیث ہے کہ انبیاء میں
ایک نبی تھے جو خطوط بنایا کرتے تھے (جیسے
رمل میں خطوط ہوتے ہیں) سو جسکا خط (رمل)
اون (کے خط) کے موافق ہو ٹھیک ہے (اور
جس کا موافق ہونا معلوم نہ ہو وہ ممنوع ہے اور
چونکہ کوئی سند صحیح موجود نہیں اس لیئے
موافقت ثابت نہیں اسلئے جواز بھی نہیں)
اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

قول صاحب مثنوی مصطفی فرمود الی قوله
بزنا یا صبی مقاصد حسنہ میں ہے اس حدیث
کی تحقیق میں کہ کوئی نبی چالیس برس کی عمر
سے کم میں نبی نہیں بنائے گئے
ابن الجوزی نے اسکو موضوع کہا ہے۔

صاحب کلید کا قول حاشیہ میں
جامع صغیر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو واقعات
تمکو بعد موت کے پیش آنے والے ہیں اگر
تمکو اونکی پوری خبر ہو جاوے تو کبھی کھانا
رغبت سے نہ کھاؤ (اور بضرورت حفظ جان کھانا اور بات ہے)

ولا دخلتم بيتا تستظلون به
ولسرتم الى الصحراءت
تكرهون صدوركم وتبكون
على انفسكم رواه ابن عساكر عن
ابى الدرداء كذا فى المنهج القوى
قوله فاجتهد فى البيع ان
لايخدعوك اشارة
الى الحديث قال رجل
للنبى صلى الله عليه وسلم
انى اخدع فى البيوع
فقال اذا بايعت فقل
لاخلابة ولى الخيار ثلثة
ايام كذا فى الهداية
اخرجه الحاكم معت ... فيه
فجعل رسول الله صلى الله عليه
[illegible]
فقال له رسول الله صلى الله
عليه وسلم بع وقل لاخلابة
واخرجه الشافعى والبيهقى
وابن ماجه والطبرانى فى
الاوسط والكبير ... فى ...

اور نہ کسی گہر میں سایہ ڈہونڈہنے کے لئے داخل
ہو اور جنگلوں کی طرف نکل جاؤ اپنے سینے کوٹتے
ہوئے اور اپنی جانوں پر (یعنی حالت پر)
رویا کرو روایت کیا اسکو ابن عساکر نے
ابو الدرداء سے اسیطرح ہے منہج قوی میں
قول صاحب مثنوی - فاجتہد فی البیع
ان لایخدعوک اشارہ ہے اس حدیث کی
طرف کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا کہ میں بیع میں دہوکا کہاتا ہوں (پہر
بعد میں پچتاتا ہوں) آپنے فرمایا جب بیع
کیا کرو یوں کہدیا کرو کہ دہوکہ کی بات نہیں اور ۴۵
مجہکو تین دن تک اختیار ہے (خواہ بیع کو باقی
رکہوں خواہ فسخ کردوں) اسیطرح ہے ہدایہ میں
اور حاکم نے اس کا مضمون روایت کیا ہے
اور اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible]
... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ... فرمایا کہ بیع کرو اور یوں
کہدیا کرو کہ دہوکہ کی بات نہیں اور روایت
کیا ... شافعی نے اور بیہقی نے اور ابن
ماجہ ... نے اوسط اور کبیر میں

الراية لابن حجر ص۲۷۹

قوله نوم عالم الخ

كنوز الحقائق

للمناوي

عن الغربي

نوم العالم

عبادة

ونفسه

تسبيح

ج ۱ ص [illegible]

۴۷ قوله نار دوزخ الخ في حديث

البخاري يخلص

المؤمنون من النار

فيحبسون على قنطرة

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسیطرح ہے ابن حجر کے نصب الرایہ میں

قول صاحب مثنوی۔ نوم عالم الخ مناوی

کے کنوز الحقائق میں غربی سے منقول ہے

کہ عالم کا سونا عبادت ہے اور اس کی سانس تسبیح

ہے۔ ف عالم سے مراد عارف ہے چونکہ اوسکی

نیت ہر حال میں دین ہی کی ہوتی ہے

اسلئے اوسکو نوم پر بھی ثواب ملتا ہے اور نیز

اوسکو عالم میں [illegible]

[illegible]

اسلئے اوسپر بھی مثل تسبیح کے ثواب ملتا ہے

قول صاحب مثنوی دوسری مجلد کشیدن

بادشاہ ہے فقیہہ را الخ نار دوزخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] پاک کر دیے جاویں گے

[illegible] جنت میں داخل ہونگے

[illegible]

[illegible]

ثم رأیت فی شرح الاحیاء
للزبیدی بروایة الحکیم
الترمذی فی نوادر
الاصول وبروایة
امام الرازی کما فی
فوائدہ عن ابی امامة
مرفوعا ان اللہ
لا یعذب قلبا وعی
القرآن ج ۳ ص ۱۶۲ و فی
المتفق علیہ وحرم
اللہ تعالی علی النار
ان تاکل اثر السجود
فکل ابن آدم تاکلہ النار
الا اثر السجود

اللہ تعالی ایسے قلب کو دوزخ کا عذاب نہ
دیں گے جس نے قرآن مجید کو یاد کیا ہوگا۔
روایت کیا اسکو شرح سنت میں اور یہ حکما
مرفوع ہے پہر میں نے زبیدی کی شرح احیاء
میں حکیم ترمذی کی روایت سے جو نوادر الاصول
میں ذکر کی ہے اور امام رازی کی روایت سے
جو ان کے فوائد میں ہے ابو امامہ سے
مرفوعًا دیکھا ہے کہ اللہ تعالی ایسے قلب کو
عذاب نہ دیں گے جس نے قرآن یاد کیا
ہوگا اور بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے
کہ اللہ تعالی نے نار پر اسبات کو حرام ۴۷
کیا ہے کہ وہ سجدہ کے اثر کو کہا وے پس
آدمی کے تمام بدن کو آگ کہا لے گی۔
بجز اثر سجدہ کے۔

قولہ حدیث الصدق
طمانینة والکذب ریبة
فی الحاشیة ما نصہ رواہ
عن الترمذی و احمد و النسائی
وحسنہ الترمذی وصححہ الحاکم

قول مثنوی۔ حدیث الصدق
طمانینة والکذب ریبة حاشیہ میں
ہے کہ حدیث ترمذی اور احمد و نسائی
سے روایت کی گئی ہے اور ترمذی نے
اسکی تحسین کی اور حاکم نے اسکی تصحیح کی

قولہ حدیث جز یا مومن فان نورک
اطفأ ناری اوردہ فی المقاصد

قول صاحب مثنوی حدیث جز
یا مومن فان نورک اطفأ ناری۔ اسکو

الحسنة باب التاء مرفوعا
بلفظ تقول النار للمؤمن
يوم القيامة جز يا مؤمن فقد
اطفأ نورك لهبي عن الكبير للطبراني
وكامل ابن عدي ونوادر الاصول
للحكيم الترمذي واحد الرواة
فيه منصور بن عمار قال فيه
بعضهم انه ليس بالقوي وقال
بعضهم منكر الحديث وقال بعضهم
في الحديث ارجو ان يكون
صحيحا اه ملخصا بمعناه ۴۸

قول الشارح حديث الخ
في المقاصد الحسنة
عن الخطيب وجعفر
السراج وابن
مرزبان والديلمي و
الطبراني والخرائطي
والبيهقي من تضعيف
عسى ان ينجبر
بتعدد الطرق
ولفظه

مقاصد حسنہ باب التاء میں مرفوعاً کبیر طبرانی
سے اور کامل ابن عدی سے اور نوادر الاصول
حکیم ترمذی سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے
کہ دوزخ مومن سے قیامت کے روز کہے گی کہ
اے مومن (جلدی سے) گذر جا تیرا نور میرے
شعلہ کو بجھائے دیتا ہے اور اسمیں ایک
راوی منصور بن عمار ہے اِس کے باب میں
بعض نے کہا ہے کہ قوی نہیں اور بعض نے
منکر الحدیث کہا ہے اور بعض نے اس حدیث
کے بارہ میں یہ کہا ہے کہ مجھکو امید ہے کہ
یہ صحیح ہوگی یہ اوس کا خلاصہ مضمون ہے

قول صاحب کلید حدیث الخ مقاصد
حسنہ میں خطیب سے اور جعفر سراج سے اور
ابن مرزبان سے اور دیلمی سے اور طبرانی
سے اور خرائطی اور بیہقی سے مع ایسی
تضعیف کے جو تعدد طرق سے منجبر
ہوسکتی ہے اسکو وارد کیا ہے اور اس کے
یہ الفاظ ہیں جو شخص عاشق ہوجاوے
پھر عفیف رہے (کہ کوئی فعل خلاف شرع
نہ کرے حتی کہ معشوق کا تصور تک قصداً
نہ کرے اور اس سے بات چیت کرنا یا اسکو
دیکھنا تو بڑی بات ہے)

(باقی آئندہ)

من عشق فعف
فکتم فصبر فمات
فھو شہید
قوله دیں عجائزرا
گزید اشارۃ الی
الروایۃ المشھورۃ
علیکم بدین
العجائز نفی
لفظه فی المقاصد
الحسنة واثبت
معناہ مما
عند الدیلمی
من حدیث محمد
ابن عبد الرحمن
ابن البیلمانی
عن ابیه عن
ابن عمر مرفوعاً
اذا کان آخر
الزمان واختلف
الاھواء فعلیکم
بدین اھل

اور (عشق کو) پوشیدہ رکھے (تاکہ معشوق
بدنام نہ ہو) اور (فراق پر) صبر کرے پھر
مرجاوے تو وہ شہید ہوتا ہے
قول صاحب مثنوی۔ دین عجائز را گزید
اشارہ ہے روایت مشہورہ کی طرف
کہ تم بوڑھیوں کے دین کو لازم پکڑو۔
مقاصد حسنہ میں ان الفاظ کی توثیق کی ہے
مگر اس مضمون کو اس حدیث سے
ثابت کیا ہے جو دیلمی کے نزدیک
محمد بن عبد الرحمن بن بیلمانی کی حدیث
۲۵ سے ہے وہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں وہ ابن عمر سے
مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب
آخری زمانہ ہوگا اور اہواء مختلفہ پیدا
ہوجاویں تو اوس وقت دیہاتیوں
اور عورتوں کا دین اختیار کیجو۔
(یعنی دین میں سادگی اختیار
کرنا بہت تدقیق سے کام
مت لینا کہ اس سے
شبہات پیدا ہوتے
ہیں) اور

البادیۃ	ابن البیلمانی بہت ضعیف ہے اور رزین کے نزدیک حضرت
والنساء وابن	عمر کی روایت ہے کہ تم لوگ بہت صاف طریقہ پر چھوڑے
البیلمانی	گئے ہو کہ اسکی رات بھی مثل اوس کے دن کے ہے (یعنی اسکا
ضعیف جدا	کوئی جزو تاریک نہیں) تم لوگ دیہاتیوں کے اور
وعند رزین	لڑکوں اور معلموں کے دین پر رہنا کہ یہ لوگ
لعمر بن الخطاب	چون وچرا نہیں کرتے چنانچہ دیہاتیوں
ترکتم علی	کا حال تو ظاہر ہے اور لڑکوں سے
الواضحۃ لیلہا	مراد کم عمر لڑکے جو عادۃً کم علم ہوتے
کنہارہا کونوا	ہیں اور معلموں سے مراد ایسے لڑکوں
علی دین	کے معلم جنکو میاں جی کہتے ہیں اِن
الاعراب 50	سب کی عدم تدقیق میں ایک ہی
والغلمان	شان ہے) تخریج روایات دفتر
الکتاب اھ ملخصاً	سادس مثنوی وکلید ختم ہوئی۔

ضمیمہ فی تحقیق بعض الروایات المتفرقۃ المذکورۃ فی رسائل القوم

حدیث لولاک	حدیث لولاک لما خلقت الافلاک
لما خلقت	میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ان الفاظ
الافلاک	سے نہیں ملی مگر اس کا مضمون اوس
قلت لم یوجد	حدیث سے ثابت ہے جس کو
ھذا اللفظ ومعنا	دیلمی نے مسند الفردوس میں

ثابت بما روی الدیلمی
فی مسند الفردوس
عن ابن عباسؓ
یقول اللہ وعزتی
وجلالی لولاک
لما خلقت الدنیا
ولولاک لما خلقت
الجنۃ واوردہ فی
المواھب معزیا الی
ابن طغربک بلفظ
لولاہ ما خلقتک
خطابا لآدم علیہ
السلام ولا خلقت
سماء ولا ارضا کذا
قال العلامۃ محمد مراد
المکی معرب المکتوبات
المجددیۃ فی حاشیۃ
الحصۃ الثانیۃ
من الدفتر الاول
حدیث من کثر
سواد قوم فھو منھم

حضرت ابن عباس رضہ سے روایت
کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قسم
ہے اپنی عزت اور جلال کی
(اے محمد) اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا
کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے
میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اِس
حدیث کو مواہب میں ابن طغربک
کی طرف منسوب کرکے اس لفظ
سے وارد کیا ہے کہ اگر وہ (یعنے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں
تمکو بھی پیدا نہ کرتا یہ آدم علیہ السلام ۵۱
سے خطاب کیا گیا۔ اور نہ آسمان
کو پیدا کرتا اور زمین کو پیدا کرتا۔
اسیطرح کہا ہے علامہ محمد مراد
مکی نے مکتوبات مجددیہ کی عربی
میں دفتر اول کے حصۂ ثانیہ کے حاشیہ
میں اور اس سے زیادہ میرے
رسالہ طرائف وظرائف
میں ہے۔
حدیث۔ من کثر سواد قوم فھو منھم
یعنے جو شخص کسی قوم کے مجمع کو

قال العلامة محمد
مراد المذكور انفا في
حاشية الكتاب
المذكور رواه ابو يعلى
عن عبد الله بن مسعود
مرفوعا بزيادة من
رضي عمل قوم كان
شريك من عمل به
حديث يحتج به على
الشيعة ومن حذا
حذوهم من الصوفية ۵۲
اهل الرسوم في صنعهم
مثال القبور عن علي
امير المومنين من جدد
قبرا او مثل مثالا فقد خرج
عن الاسلام اورده
في من لا يحضره الفقيه
باب النوادر كذا
في رسالة النجم
بالدور الجديد
نمبر ۳ ج ۳ ص ۱۲

بڑھائے وہ ان ہی میں سے ہے علامہ محمد مراد
نے جن کا ابھی ذکر ہوا کتاب مذکور کے حاشیہ
میں کہا ہے کہ روایت کیا اسکو ابو یعلی نے
عبد اللہ بن مسعود سے مرفوعاً اس زیادت
کیساتھ اور (وہ زیادت یہ ہے کہ) جو شخص
کسی قوم کے عمل سے راضی ہوتا ہے وہ بھی
اس کا شریک ہوتا ہے جو اسپر
عمل کرتا ہے۔

حدیث جس سے شیعوں پر اور
جو صوفیہ اہل رسوم میں سے
قبور کی نقلیں بناتے ہیں اون کے
طریقہ پر چلتا ہو ایسے صوفیہ
پر احتجاج کیا جاسکتا ہے حضرت
امیر المومنین علی رض سے روایت
ہے کہ جس نے کوئی قبر ایجاد
کرلی یا کوئی نقل بنالی
(اس میں مصنوعی قبر اور تعزیہ و
ضریح وغیرہ سب آگئے) وہ اسلام
سے خارج ہوگیا اسکو من لا یحضرہ
الفقیہ کے باب النوادر میں وارد کیا ہے اسیطرح
رسالہ النجم دور جدید نمبر ۳ جلد ۳ صفحہ ۱۲ میں۔

(باقی آئندہ)

۵۳

تخریج بعض الروایات من المقاصد الحسنة مع التلخیص علی ترتیب الحروف الھجائیة

حدیث اٰیة من کتاب الله خیر من محمد و اٰله لم اقف علیه واورد الطبرانی من حدیث ابن مسعود موقوفًا کل اٰیة فی کتاب الله خیر مما فی السماء والارض اھ

ف قلت فی الحدیث نوع من التعرض بمسئلة تفاضل النبی صلی الله علیه وسلم والقراٰن فالصریح غیر ثابت والثابت غیر صریح ونظرًا الی الکلیات حصل فیه ثلثة اقوال الاول فضل القراٰن

مقاصد حسنہ کی روایات کی تلخیص کی تخریج حروف ہجا کی ترتیب پر

حدیث۔ کتاب اللہ کی ایک آیت محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے افضل ہے میں اس حدیث پر مطلع نہیں ہوا اور طبرانی نے ابن مسعود کی روایت سے موقوفًا وارد کیا ہے کہ کتاب اللہ کی ہر آیت ان تمام چیزوں سے افضل ہے جو آسمان اور زمین میں موجود ہیں آہ

ف میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں اس مسئلہ سے گونہ تعرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن میں کون افضل ہے جس روایت کی دلالت اسپر صریح ہے وہ تو ثابت نہیں اور جو ثابت ہے اوسکی دلالت عموم سے ہے جسمیں بدلیل احتمال تخصیص کا بھی ہے اب دلیل میں وجود وعدم دونوں کا احتمال ہے اسلئے مسئلہ مختلف فیہ ہے جسمیں تین قول ہیں۔

(۱) افضلیت قرآن کی مطلقًا (۲) فضیلت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلقًا (۳) تفصیل اسطرح کہ کلام کے دو مرتبے ہیں

والثانی افضل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
والثالث التفصیل
بان الکلام النفسی
افضل منہ لکونہ
صفۃ الٰہیۃ و
افضلیتہا علی الحادث
ظاہر وھو افضل من
الکلام اللفظی لکونہ
مخلوقاً وافضلیتہ علی
المخلوقات ظاہر والمسئلۃ ۵۴
ذات غموض ودقۃ ولا ادری
علی ای قول کان
غیرہ والحق فالتوقف
اسلم وابعد عن المجازفۃ
وقد قال اللہ تعالیٰ
ولا تقف ما لیس لک
بہ علم وقد نہی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من
الخوض فی مسئلۃ
القدر لمنزلۃ العلۃ بعینہا

نفسی اور لفظی۔ اول آپ سے افضل ہے کیونکہ صفات الٰہیہ میں سے ہے اور موجود غیر مخلوق افضل ہے مخلوق سے اور ثانی سے آپ افضل ہیں کیونکہ وہ مخلوق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں۔ ایک بار میں نے زمانہ طالب علمی میں اس مسئلہ کو اکابر کی خدمت میں پیش کیا تینوں جواب حاصل ہوئے فالاول من مولانا الگنگوہیؒ والثانی من مولانا محمد یعقوبؒ والثالث من مولانا سید احمد الدہلوی اور ان جوابوں کے بعد حضرت گنگوہی اتفاق سے مدرسہ دیوبند میں تشریف لائے پھر کسی طالب علم نے پوچھ لیا مولانا نے وعظ میں ایسے سوالات پر نکیر فرمایا اور حقیقت میں مسئلہ میں محقق و احوط و اسلم یہی ہے کہ بلا ضرورت کوئی سوال نہ کیا جاوے خصوص ایسے نازک مسائل جن میں بحث کرنا صفات الٰہیہ تک رسائی ہو جاوے اور وہ بھی دلائل تخمینیہ وظنیہ سے جنمیں غلطی کا احتمال بہت قریب ہو آیت ما لیس لک بہ علم عموماً اور حدیث نہی عن الخوض فی مسئلۃ القدر خصوصاً ایسے مباحث سے ناہی ہے۔

حدیث الابدال له
طرق عن انس مرفوعاً
بالفاظ مختلفة كلها ضعيفة
ثم قال بعد ما ساق
الاسانيد احسنها ما تقدم
لاحمد من حديث شريح
يعني ابن عبيد قال ذكر
اهل الشام عند علي وهو
بالعراق فقالوا العنهم يا
امير المؤمنين قال لا اني
سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول الابدال يكونون
بالشام وهم اربعون رجلا
يسقى بهم الغيث وينتصر بهم
على الاعداء ويصرف عن اهل الشام
بهم العذاب ورجاله من رواة
الصحيح الا شريحا وهو ثقة
وقد سمع ممن هو اقدم من
علي ثم رجح السخاوي
وقفه على علي رض
والله اعلم

ترجمہ ابدال کی حدیث کے بالفاظ مختلفہ
حضرت انس رضہ سے مرفوعاً کئی طرق ہیں اور
سب ضعیف ہیں پھر ان اسانید کو بیان کرکے
یہ کہا ہے کہ ان سب مذکورہ سابق سے احسن
وہ طریق ہے جو امام احمد کے نزدیک شریح
ابن عبید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت
علی کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا اور حضرت
علی رض عراق میں تھے لوگوں نے عرض کیا
کہ ان پر لعنت کیجئے اے امیر المومنین انہوں
نے فرمایا نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
55 علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ابدال شام
میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس شخص ہیں کہ انکی برکت
سے بارش ہوتی ہے اور انکی برکت سے اعداء سے انتقام لیا جاتا
ہے اور انکی برکت سے اہل شام سے عذاب ہٹایا جاتا
ہے اھ اور اس حدیث کے رواۃ صحیح کے
رواۃ سے ہیں بجز شریح کے مگر وہ بھی ثقہ ہیں
اور ان کا سماع ان حضرات سے بھی ثابت ہے
جو حضرت علی سے بھی قدیم تر ہیں اس لئے
حضرت علی رض سے انکا سماع مستبعد نہیں)
پھر سخاوی نے اس حدیث کے حضرت علی رض
پر موقوف ہونے کو ترجیح دی۔

ف وهو اصل ما اشتهر فی القوم من القول بالابدال وكونهم اربعين وكونهم اصحاب كرامات من نزول الغيث والانتصار من الاعداء وصرف العذاب بهم لكن الحديث ساكت عن بعض تصرفاتهم كطی الارض والطيران علی الهواء وامثالها وغير ناف لها والتواتر مثبت لها فلا تنكر

۵۶ **حديث** ابغض الحلال الی الله الطلاق ابو داؤد فی سننه عن احمد بن يونس عن معرف بن واصل عن محارب ابن دثار رفعه بلفظ ما احل الله شيئا ابغض اليه من الطلاق - وهذا مرسل

ف السر فيه ان بعض الاشياء غير معصية لكنه مشابه للمعصية

ف یہ حدیث اصل ہے اس قول کی جو صوفیہ میں مشہور ہے یعنی ابدال کا ہونا اور انکا چالیس ہونا اور ان کا صاحب کرامات ہونا جیسے انکی برکت سے بارش کا ہونا- اور دشمنوں کا دفع ہونا اور عذاب کا ٹل جانا البتہ حدیث ان کے اور تصرفات سے ساکت ہے جیسے طی ارض اور ہوا پر اڑنا وغیرہ وغیرہ لیکن حدیث انکی نفی بھی نہیں کرتی- اور تواتر واقعات کا اس کا اثبات کرتا ہے اسلئے ان تصرفات کا بھی انکار نہ کیا جاوے گا۔

ترجمہ حدیث حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسند اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اپنی سنن میں احمد بن یونس سے انہوں نے معرف بن واصل سے انہوں نے محارب ابن دثار سے اونہوں نے اسکو ان الفاظ سے مرفوع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسی چیز کو حلال نہیں کیا جو اس کے نزدیک طلاق سے زیادہ ناپسند ہو اور یہ مرسل ہے **ف** راز اسمیں یہ ہے کہ بعض اشیا معصیت تو نہیں ہوتیں لیکن مشابہ معصیت کے ہوتی ہیں

باقی آئندہ

فبالنظر الى كونه غير معصية يكون مباحا
وبالنظر الى كونه مشابها بالمعصية يكون
مبغوضا لان المشابهة يقتضي هذا
البغض والطلاق كذلك وكونها
غير معصية ظاهر واما كونها مشابها
بالمعصية فلان صورته صورة
الظلم من الايذاء والاضرار
والايحاش لكنه ليس بظلم
لان قصده امتناع نفسه
عن الضرر لا ايقاع غيره في
الضرر ومن ثم ترى المشائخ
يمنعون اتباعهم عن كثير
من المباحات التي شانها هذا
كشغل الرابطة الذي صورته
صورة مقصودية الخلق عند الشاغل
التي يوشك ان توقع في الشرك

حديث اختلاف امتي رحمة
البيهقي في المدخل من
حديث سليمان بن ابي
كريمة عن جويبر عن الضحاك
عن ابن عباس قال قال

سو معصیت نہ ہونے کی بنا پر تو وہ مباح
ہوتی ہیں اور مشابہ معصیت ہونے کے سبب سے
وہ مبغوض ہوتی ہیں کیونکہ یہ مشابہت مبغوضیت
کو مقتضی ہے اور طلاق ایسی ہی چیز ہے چنانچہ
اس کا معصیت نہ ہونا تو ظاہر ہے باقی مشابہ
معصیت ہونا وہ اسلئے ہے کہ اسکی صورت
ظلم کی صورت ہے یعنی ایذا و اضرار و ایحاش
لیکن ظلم نہیں ہے کیونکہ اس کا مقصد اپنے
کو ظلم سے بچانا ہے نہ کہ دوسرے کو ضرر
میں واقع کرنا اور اسی مقام سے تم مشائخ کو
دیکھتے ہو کہ اپنے تابعین کو بہت سے ایسے مباحات 57
سے روکدیتے ہیں جن کی ایسی ہی شان ہو
جیسے شغل رابطہ ہے جسکی صورت شاغل کے
نزدیک مخلوق کے مقصود (بالذات) ہونیکی
سی صورت ہے جو بعید نہیں کہ کسی شاغل
کو شرک میں واقع کردے

ترجمہ حدیث میری امت کا اختلاف
رحمۃ ہے اسکو بیہقی نے مدخل میں سلیمان
ابن کریمہ کی روایت سے نقل کیا ہے وہ
جویبر سے روایت کرتے ہیں اور وہ ضحاک
سے اور وہ ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم
مهما أوتيتم من كتاب الله
فالعمل به لا عذر لأحد
في تركه فإن لم يكن في
كتاب الله فسنة مني
ماضية فإن لم تكن
سنة مني فما قال أصحابي
إن أصحابي بمنزلة النجوم
في السماء فأيما أخذتم
به اهتديتم واختلاف
٥٨ أصحابي لكم رحمة ومن هذا
الوجه أخرجه الطبراني
والديلمي في مسنده بلفظه
سواء وجويبر ضعيف جدا
والضحاك عن ابن عباس
منقطع **ف** وكذلك اختلاف
مسالك المشائخ كلها رحمة
والأمر فيه أوسع من الاختلاف
المذكور في الحديث لأنها
لم تختلف حلا
وحرمة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
تمکو جو حکم کتاب اللہ سے ملا ہے اوسکو
ترک کرنے میں تو کسی کے پاس کوئی عذر ہی
نہیں اور اگر وہ حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو
میری سنت پر (عمل کرنا چاہیئے) جو (اپنے
ثبوت کے نافذ ہو (کتاب اللہ میں یہ قید
نہ لگانا اس وجہ سے ہے کہ اس کا ثبوت تو
بنا بر تواتر قطعی ہے) اور اگر میری سنت بھی نہو
تو جو میرے اصحاب کے اقوال ہوں (اون پر عمل کیا
جائے) کیونکہ میرے صحابی ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے سو
جس کو بھی لیلوگے راہ پالوگے اور میرے صحابہ کا اختلاف
تمہارے لئے رحمت ہے، اور اسی طریق سے اسکو
طبرانی نے روایت کیا ہے اور دیلمی نے
بھی اپنی مسند میں برابر اوسی کے لفظ سے
اور جویبر (راوی) بہت ضعیف ہے
اور ضحاک (کی روایت) ابن عباس سے
منقطع ہے۔ **ف** یہی حالت ہے
اختلاف مسالک شیوخ کی کہ وہ بھی رحمت ہے
بلکہ اس میں اس اختلاف مذکور حدیث
سے بھی زیادہ توسیع ہے کیونکہ مشائخ
میں حلال وحرام کا اختلاف نہیں اور۔

واهل الفتاوى مختلفون في
الحل والحرمة والسر في كون هذا
الاختلاف رحمة ان الاستعدادات
مختلفة فمن رجل يستفيد من مسلك
وآخر يستفيد من آخر كما ان السر
في كون اختلاف اهل الفتاوى
رحمة توسعة الامر على الامة

حديث ادبني
ربي فاحسن تاديبي
العسكري في
الامثال
من جهة السدي
عن ابي عمارة عن علىؓ
بعد ما ساق القصة
قال فقلنا يا نبي الله
نحن بنو اب واحد
ونشأنا في بلد واحد
وانك لتكلم العرب
بلسان ما لا نفهم
اكثره فقال ان الله
عز وجل

اہل فتاوی کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ اور
اختلاف مشائخ کے رحمت ہونیکا راز یہ ہے
کہ (طالبین کی) استعدادیں مختلف ہیں
پس ایک شخص ایک مسلک سے مستفید
ہوتا ہے دوسرا دوسرے سے جیسا کہ اہل
فتاوی کے اختلاف کے رحمت ہونیکا
یہ راز ہے کہ امت پر وسعت ہو جائے

ترجمہ حدیث مجکو اللہ تعالیٰ نے ادب
سکھلایا سو خوب ادب سکھلایا اسکو
عسکری نے امثال میں سدی کے طریق
سے نقل کیا ہے انہوں نے ابو عمارہ سے 59
انہوں نے حضرت علی سے ایک قصہ کے
وارد کرنے کے بعد روایت کیا ہی کہ حضرت
علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ
ہم سب (یعنی آپ اور ہم) ایک ہی دادا
کی اولاد ہیں اور ایک ہی شہر میں ہمارا
سب کا نشو ونما ہوا مگر آپ اہل عرب سے
ایسی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں کہ ہم اسکا
اکثر حصہ نہیں سمجھتے (چنانچہ بہت حدیثوں
میں صحابہ کا لغات کی تفسیر کا پوچھنا
منقول ہے) آپ نے فرمایا کہ حق عز وجل نے

ادبني فأحسن ادبي
ونشأت في بني
سعد بن بكر
ف دل الحديث
انه متى صح التعلق
مع الله زاده الله تعالى
في كمالاته الظاهرة ايضا
في الاكثر كالادراكات
والفصاحة والقوة
واللطافة والنظافة
والاعتدال في كل شئ ۶۰
وهذا مشاهد ويعين
هذه الزيادة اجتماع بعض
الاشياء الظاهرة مما
لا يجتمع للآخرين كما قدر
قدر الله تعالى
لنشأ حبيبه صلى الله عليه
وسلم في بني سعد
حديث اذا اتاكم كريم قوم
فاكرموه ابن ماجة في سننه
من حديث سعيد بن مسلمة

مجکو ادب سکھلایا ہے۔ پہر خوب ادب سکھلایا
ہے (اصل وجہ تو یہ ہے) اور اس کے ساتھ
ہی پہر کچھہ ظاہری سامان بہی اس کا مہیّا
فرمادیا چنانچہ) میرا نشو ونما (اوضاع کی تقریب
سے) بنی سعد میں ہوا (اسلئے اونکی زبان
بہی اسمیں اضافہ ہوا) **ف** حدیث اسپر
دلالت کرتی ہے کہ جب حق تعالی کیساتہ
تعلق صحیح ہوجاتا ہے اللہ تعالی اکثر اس شخص
کے کمالات ظاہر میں بہی ترقی فرماتے ہیں
جیسے ادراکات اور فصاحت اور قوت اور لطافت
اور نظافت اور انتظام اور ہر شے میں اعتدال
اور یہ بالکل مشاہد ہے اور اس ترقی میں بعض
ایسے اسباب ظاہرہ کا جمع ہوجانا بہی معین
ہوجاتا ہے۔ جو اوروں کے لیے جمع نہیں
ہوتے جب اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیئے رضاع کے سلسلہ میں بنی
سعد میں نشو ونما پانا مقدر فرمادیا (جہاں
لغات کی واقفیت میں وسعت ہوگئی)
ترجمہ حدیث جب تمہارے پاس
کسی قوم کا معزز شخص آوے اوس کا اکرام کرو
اوسکو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں سعید بن مسلمہ سے روایت کیا ہے

(باقی آئندہ)

عن محمد بن عجلان عن نافع عن ابن عمر رفعه بهذا وسنده ضعيف **ف** وهذا في المشائخ كالعادة اللازمة لا يفرقون بين المسلم والكافر فيه وهو مقتضى اطلاق الحديث الا ما استثناه الدليل الشرعي

الحديث اذا احب الرجل اخاه فليخبره انه يحبه البخاري في الادب المفرد وابو داود واللفظ له والترمذي والنسائي وآخرون كلهم من حديث ابن عبيد عن المقدام ابن معدیکرب به مرفوعا

اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اونہوں نے اس کو اسی طرح مرفوع کیا ہے اور اسکی سند ضعیف ہے
ف یہ امر مشائخ میں مثل عادت لازمہ کے ہے اس میں وہ مسلمان اور کافر میں فرق نہیں کرتے اور مقتضی اطلاق حدیث کا بھی یہی ہے مگر جسکو دلیل شرعی نے مستثنےٰ کر دیا ہو۔ جیسے محارب اسلام الا بضرورت

ترجمہ حدیث جب کسیکو اپنے بہائی (مسلمان) سے محبت ہو (جس کا منشا دین ہو نفس نہو جیسا لفظ اخاہ اس طرف مشیر ہے) تو اسکو چاہیئے کہ اوسکو خبر کر دے کہ مجھکو تجھسے محبت ہے (تاکہ اوسکو بھی محبت ہو جاوے پہر اوس سے اسکی محبت بڑھ جاوے اور اسیطرح اوس دوسرے کی بہی) اوسکو بخاری نے ادب مفرد میں روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے بھی اور الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور ترمذی نے بہی اور نسائی نے بھی اور اوروں نے بہی ان سب نے ابن عبید کی حدیث سے اور اونہوں نے مقدام بن معدیکرب سے اس حدیث کو مرفوعاً 61

ف لما کان خاصیۃ
ھذا الاخبار ازدیاد
الحب دل الحدیث
علی ان الزیادۃ فی الحب
فی اللہ لا ینافی الحب للہ
لان المقدمۃ
سائقۃ الی المقصود
لا عائقۃ عنہ
وھذا الحب کالطبعی
لاھل الطریق مع شیوخھم
ومن انتمی الی شیوخھم ۶۲
الحدیث اذا حضر العشاء
والعشاء فابدأوا بالعشاء
قال العراقی فی شرح الترمذی
انہ لا اصل لہ بھذا اللفظ
واصل الحدیث فی
المتفق علیہ بلفظ اذا وضع
العشاء واقیمت الصلوۃ
فابدأوا بالعشاء
ف حملوہ علی حالۃ
الاشتیاق الشدید وھو علی ھذا

نقل کیا ہے ف چونکہ اِس خبر دینے کی خاصیت
یہ ہے کہ محبت اور بڑھ جاتی ہے (جیسا کہ
ابھی مذکور ہوا) اِس بناء پر اِس حدیث سے
یہ معلوم ہوا کہ مخلوق سے اللہ کے واسطے محبت
کرنا یہ خود حق تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے کے
منافی نہیں جس کا راز یہ ہے کہ مقدمہ مقصود
کی طرف رہنمائی کیا کرتا ہے اوس سے مانع
نہیں ہوتا اور ایسی محبت اہلِ طریق کو اپنے شیوخ
کے ساتھ اور جو لوگ شیوخ کی طرف منسوب
ہوں اونکی ساتھ مثل امرِ طبعی کے ہوتی ہے
(جس کا مطلوب ہونا حدیث سے مفہوم ہوتا ہے)
حدیث جب عشا کا وقت اور شب کا کھانا
دونوں جمع ہو جائیں تو کھانے کو مقدم کرو۔
عراقی نے شرح ترمذی میں کہا ہے کہ اِس
لفظ سے حدیث کی کوئی اصل نہیں اور اصل
حدیث کی بخاری و مسلم کی روایت سے
اِس لفظ سے ہے کہ جب شب کا کھانا
(دسترخوان پر) رکھا جاوے اور نماز بھی
تیار ہو تو کھانے کو مقدم کرو۔
ف علما نے اِس حدیث کو شدتِ اشتیاق
(طعام) پر محمول کیا ہے اور اِس تقدیر پر

اصل عليه الصوفية من اهتمام
جمعية الباطن والتحرز عن
التشويش وهو اصل عظيم في
الطريق الا اذا عارضه
دليل خاص فيؤخذ بالدليل

الحديث ارحموا من
الناس ثلاثة عزيز
قوم ذل وغني قوم افتقر و
عالما بين جهال الحديث
عن ابن الجوزي في الموضوعات
وقال انما يعرف من كلام الفضيل
ابن عياض وسنده من جهة
الحاكم قال سمعت اسمعيل
ابن محمد بن الفضل يقول
سمعت جدي يقول سمعت
سعيد بن منصور يقول
قال الفضيل بن عياض
ارحموا عزيز قوم
ذل وغنيا افتقر
وعالما بين
جهال

یہ اصل ہے صوفیہ کے اوس معمول کی کہ وہ جمعیت
باطن کا اور تشویش سے بچنے کا خاص اہتمام کرتے
ہیں اور طریق (باطن) میں ایک اصل عظیم
ہے مگر کوئی خاص دلیل اسکے معارض ہو جاوے
تو دلیل ہی پر عمل کیا جاوے گا

حدیث۔ تین شخصوں پر (خاص طور پر) رحم
کرو ایک وہ شخص جو کسی قوم میں پہلے معزز ہو
اور اب ذلیل ہو گیا ہو اور ایک وہ جو پہلے غنی
تہا اور اب محتاج ہو گیا ہو اور تیسرا وہ عالم جو
جاہلوں میں پہنس گیا ہو ابن جوزی سے یہ
موضوعات میں منقول ہے اور اونہوں نے ۶۳
کہا ہے کہ یہ فضیل بن عیاض کے کلام سے
معروف ہے اور حاکم کی جہت سے اسکی سند
بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسمعیل
بن محمد بن الفضل سے سنا ہے وہ کہتے تھے
کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے وہ کہتے
تھے میں نے سعید بن منصور سے سنا ہے
وہ کہتے تھے کہ فضیل بن عیاض نے کہا
کہ کسی قوم کے اوس معزز پر رحم کرو جو ذلیل
ہو گیا ہو اور اوس غنی پر جو محتاج ہو گیا ہو اور
اس عالم پر جو جاہلوں میں پہنس گیا ہو ف

ف قلت وورد معناه
مرفوعا بلفظ امرنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان ننزل الناس
منازلهم وسبق من تخريج
الروايات الواردة في
الدفتر الاول من المثنوي من اول الشطر
الثاني فان رحمة هؤلاء الثلثة
هو عين تنزيلهم منازلهم و
امثال هذه الروايات هي كالفطرة في العقول

الحديث الارض المقدسة
لا تقدس احدا وانما يقدس ۶۴
المرء عمله مالك في الموطا عن
يحيى بن سعيد ان ابا الدرداء
كتب الى سلمان الفارسي ان
هلم الى الارض المقدسة
فكتب اليه سلمان ان الارض
وذكره وهو مع كونه موقوفا
منقطع لكنه في تاسع
المجالسة للدينوري
من حديث يحيى
ابن سعيد

میں کہتا ہوں یہ مضمون مرفوعا بھی ان لفظوں سے
وارد ہوا ہے کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو اُن کے درجوں
پر رکھیں اور یہ حدیث رسالہ ہذا کے شطر ثانی
میں مثنوی کے دفتر اول کی روایات کی تخریج
میں گذر چکی ہے ان تین شخصوں پر رحم کرنا
اونکو اون کے درجوں پر رکھنا ہے (جیسا کہ
ظاہر ہے) اور اس قسم کی رعایتیں رکھنا
اس جماعت میں مثل امر فطری کے ہے

حدیث۔ مقدس زمین کسیکو مقدس نہیں
بناتی آدمی صرف اوس کا عمل مقدس
بناتا ہے امام مالک نے مؤطا میں یحییٰ بن
سعید سے روایت کیا ہے کہ ابو درداءؓ نے
سلمان فارسیؓ کو لکھا کہ ارض مقدسہ کی طرف
آؤ سلمانؓ نے اونکو لکھا کہ مقدس زمین الخ
اور اس حدیث کو ذکر کیا (مطلب یہ کہ پھر
آنیسے کیا فائدہ) اور یہ حدیث باوجود موقوف
ہونے کے منقطع بھی ہے (کیونکہ یحییٰ بن سعید
کی ابو الدرداء سے بلاواسطہ روایت نہیں)
لیکن مجالسۃ دینوری کے نویں جزء میں یحییٰ
ابن سعید کی روایت سے ہے

(باقی آئندہ)

عن عبد الله بن هبيرة
قال كتب ابو الدرداء وذكره
بزيادة وارض الجهاد
وقال في المقاصد الخ
بعد الجرح على ادفنوا
موتاكم وسط قوم
صالحين فان الميت
يتأذى بجار السوء
كما يتأذى الحي بجار
السوء ولكن لم يزل
عمل السلف والخلف
على هذا وما يروى
كون الارض المقدسة
لا تقدس احدا
انما المقدس عمله
قد لا ينافيه **ف**
وجه عدم المنافاة
ظاهر فان اصل
التقدس انما هو بالعمل
ولا ينفي فضل ارض و
بركتها والاعتناء به الخ

کہ وہ عبد اللہ بن ہبیرہ سے نقل کرتے ہیں
انہوں نے کہا کہ ابو الدرداء نے لکھا الخ
(تو انقطاع نہ رہا) اور اس حدیث کو ذکر کیا
اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ ارض جہاد کی طرف
آؤ اور مقاصد میں اول اس حدیث پر جرح
کیا ہے کہ اپنے مُردوں کو قوم صالحین کے
درمیان دفن کیا کرو کیونکہ میت کو بُرے
پڑوس سے ایسی ہی اذیت ہوتی ہے
جیسے زندہ کو بُرے پڑوسی سے اذیت
ہوتی ہے پھر بعد جرح کرنے کے کہا ہے
کہ (گویہ حدیث مجروح ہے) لیکن عمل سلف ٦٥
وخلف کا ہمیشہ سے اسی پر رہا ہے
(جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بے اصل
نہیں ہے) باقی اس مضمون میں جو مروی
ہے کہ ارض مقدسہ کسی کو مقدس نہیں
بناتی آدمی کو صرف اس کا عمل مقدس
بناتا ہے وہ اس (عمل) کے منافی نہیں
ف وجہ منافی نہ ہونیکی ظاہر ہے
کیونکہ اصل تقدس تو عمل ہی سے ہے مگر اس سے
کسی زمین کی فضیلت وبرکت کی نفی
نہیں ہوتی۔ اور اہل طریق کا یہی معمول ہے

من محمولات
اهل الطريق
حديث الارواح جنود
مجندة فما تعارف
منها ائتلف وما تناكر
منها اختلف مسلم في
الادب من صحيحه من
حديث عبد العزيز
ابن محمد الدراوردي
عن سهيل عن ابيه ومن
حديث جعفر بن برقان ۶۶
عن يزيد بن الاصم
كلاهما عن ابي هريرة به
مرفوعا **ف** هو اصل
لدخل المناسبة في النفع
الباطني فان مداره على الالفة
بالمشاهدة ومدار الالفة
على المناسبة التي عبر عنها بالتعارف
حديث استعينوا
بطعام السحر على صيام النهار
والقيلولة على قيام الليل

کہ اس کا اعتنا کرتے ہیں (یعنی صلحاء کے
پاس دفن کرنے کا)
حدیث روحیں مجتمع لشکر ہیں سو ایسی
جنمیں تعارف ہوگیا اونمیں الفت ہوجاتی
ہے اور جنمیں تعارف نہیں ہوا ان میں
اختلاف ہوتا ہے مسلم نے اپنی صحیح کی
کتاب الادب میں عبد العزیز بن محمد
دراوردی کی حدیث سے روایت کیا ہے
اونہوں نے سہیل سے اونہوں نے اپنے
باپ سے اور نیز جعفر بن برقان کی حدیث
سے اُنہوں نے یزید بن اصم سے اور
اُن دونوں نے ابو ہریرہ سے الفاظ
مذکورہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
ف یہ حدیث اصل ہے اس مسئلہ
کی کہ نفع باطنی میں مناسبت کو دخل
ہے کیونکہ نفع باطنی کا مدار مشاہدہ سے
الفت پر ہے اور الفت کا مدار مناسبت
پر ہے جسکو تعارف سے تعبیر کیا گیا ہے۔
حدیث سحر کے کہانے سے دن کے
روزہ پر اور قیلولہ سے شب بیداری
پر مدد حاصل کرو روایت کیا اسکو

ابن ماجه في سننه والحاكم في صحيحه
من حديث ابي عامر العقدي
ثنا زمعة بن صالح عن سلمة
ابن دهرام عن عكرمة عن ابن
عباس رفعه بهذا **ف**
اصل لما اعتاده اهل
الطريق من القيلولة

حديث استعينوا على
انجاح حوائجكم بالكتمان فان كل
ذي نعمة محسود الطبراني في
معاجيمه الثلثة وعنه وعن غيره
ابونعيم في الحلية من حديث سعيد
ابن سلام العطار عن ثور بن يزيد
عن خالد بن معدان عن معاذ
ابن جبل رفعه بهذا وكذا اخرجه
ابن ابي الدنيا والبيهقي
في الشعب والعسكري في
الامثال والخلعي في فوائده
والقضاعي في مسنده
وسعيد كذبه احمد
وغيره

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی
صحیح میں ابی عامر عقدی کی حدیث سے وہ
کہتے ہیں کہ حدیث کی ہم سے زمعہ بن صالح
نے سلمہ بن وہرام سے اونہوں نے عکرمہ
سے اونہوں نے ابن عباسؓ سے اونہوں نے
ان الفاظ سے مرفوع کیا **ف** یہ اصل ہے
اہل طریق کی عادت قیلولہ کی۔

حدیث۔ اپنی حاجات کی کامیابی
پر کتمان سے مدد حاصل کرو اسلئے کہ ہر صاحب
نعمت محسود ہوتا ہے روایت کیا اسکو
۴۴ طبرانی نے اپنے تینوں معجم میں اور ابونعیم
نے طبرانی سے اور غیر طبرانی سے بھی
حلیہ میں سعید بن سلام عطار کی حدیث سے
وہ روایت کرتے ہیں ثور بن یزید سے
وہ خالد بن معدان سے وہ معاذ بن
جبل سے اونہوں نے لفظ مذکور کے ساتھ
مرفوع کیا۔ اور اسیطرح اسکو ابن الدنیا نے
اور شعب میں بیہقی نے اور امثال میں
عسکری نے اور اپنے فوائد میں خلعی نے
اور مسند میں قضاعی نے روایت کیا
ہے اور سعید (مذکور) کو احمد و غیرہ نے

وقال فیہ العجلی لاباس
بہ ثم ساق طرقا
اخری غیر طریق سعید
ثم قال والاحادیث
الواردۃ من التحدث
بالنعم محمولۃ علی
مابعد وقوعہا فلا
یکون معارضۃ لھذہ
نعم ان ترتب علی تحدث
بہا حسد فالکتمان
۶۱ اولی ف من عادۃ
اھل الطریق کتمان
الحاجۃ والفقر والبلاء
واظہار النعم والمنن
من اللہ تعالیٰ او من
العبد وحدیث
الامر بالکتمان
یشمل ھذا الکتمان
ولا یابی الشمول تعلیلہ
بالمحسودیۃ فانہا
من

کاذب کہا ہے اور عجلی نے اون کے
بارہ میں کہا ہے کہ اسمیں کوئی مضائقہ نہیں
پھر (عجلی نے) اور طریق بیان کیئے ہیں
علاوہ طریق سعید کے پھر انہوں نے
کہا کہ جو حدیثیں اظہار نعمت میں وارد
ہوئی ہیں وہ مابعد وقوع نعمت پر محمول
ہیں سو وہ اس حدیث کے معارض نہیں
البتہ اگر (بعد وقوع نعمت کے بھی) اسکے
اظہار پر حسد مترتب ہونے لگے) تو پھر
(بعد وقوع کے بھی) کتمان ہی اولیٰ ہے
ف اہل طریق کی عادت سے ہے حاجت
اور فقر اور مصیبت کا پوشیدہ رکھنا
بھی اور نعم اور منن کا ظاہر کرنا بھی خواہ
وہ من اللہ ہوں یا من العبد ہوں
(تو دونوں حدیثوں پر اون کا عمل ہے)
اور امر بالکتمان کی حدیث اس کتمان
(مذکور) کو بھی شامل ہے (گو اس کتمان
کی علت خوف حسد نہیں) اور اس
شمول سے اس کا معلل بالمحسودیۃ ہونا
(جیسا حدیث میں مذکور ہے) آبی نہیں
کیونکہ وہ (محسودیۃ) منجملہ حکمتوں کے

(باقی آیندہ)

احدی الحکم لا علة ينتفی الحکم
بانتفائها

حدیث الاسلام یعلو
ولا یعلی الدار قطنی فی النکاح
من سننه والرویانی فی
مسنده ومن طریقه الضیا
فی المختارة کلاهما من جهة
شباب بن خیاط الصفری
ثنا حشرج بن عبد الله بن
حشرج حدثنی ابی عن
جدی عن عائذ بن عمرو
المزنی رفعه بهذا ورواه الطبرانی
فی الاوسط والبیهقی فی
الدلائل عن عمر واسلم بن
سهل فی تاریخ واسط عن
معاذ کلاهما به مرفوعا
وعلقه البخاری فی صحیحه

ف اعتقاد الحدیث کانه
حال لازمة للقوم فانهم
لا یبالون مخالفة احد
بعد ثباتهم علی الحق وهو

ایک حکمت ہے علت نہیں (جسکے ساتھ معلول
نفیاً واثباتاً دائر ہو اور) جسکے انتفاع سے
حکم (معلول) منتفی ہو جاوے۔

حدیث اسلام غالب رہتا ہے مغلوب
نہیں ہوتا روایت کیا اسکو دارقطنی نے اپنی سنن
کے کتاب النکاح میں اور رویانی نے اپنی مسند
میں اور رویانی کے طریق سے ضیاء نے مختارہ
میں اور ان دونوں نے شباب بن خیاط
صفری کی جہت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حشرج
بن عبداللہ بن حشرج نے حدیث کی وہ کہتے
ہیں کہ مجھسے میرے باپ نے حدیث کی میرے ٦٩
دادا سے اونہوں نے عائذ بن عمرو مزنی سے
اونہوں نے اس لفظ سے مرفوع کیا اور طبرانی
نے اسکو اوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں
عمرؓ سے اور اسلم بن سہل نے تاریخ واسط
میں معاذؓ سے دونوں نے اس لفظ سے اسکو
مرفوع کیا ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں
اسکو تعلیقاً وارد کیا ہے **ف** اس حدیث
کا اعتقاد صوفیہ کے لیے مثل حال لازم کے
ہے کیونکہ وہ حضرات بعد ثبات علی الحق کے
کسیکی مخالفت کی پروا نہیں کرتے اور ان میں

مشاهد منهم۔

حديث اشد الناس بلاء
الانبياء ثم الامثل فالامثل
الترمذي في جامعه من حديث
عاصم بن بهدلة عن مصعب
ابن سعد عن ابيه قال قلت
يا رسول الله اى الناس اشد بلاءً
قال الانبياء ثم الامثل
فالامثل الحديث وكذا هو عند
النسائي في الكبرى وعند ابن
ماجة في الفتن من سننه ۷
والدارمي في الرقاق من
مسنده واخرجه احمد
ابن حنبل وابن منيع و
ابو يعلى وابن ابي عمر
في مسانيدهم كلهم من
حديث عاصم وقال الترمذي
انه حسن صحيح وصححه
ابن حبان والحاكم
واخرجه ايضا من حديث
العلاء ابن المسيب

اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

حدیث سب سے زیادہ ابتلا والے انبیا
ہوتے ہیں پھر (اون کے بعد) جو افضل ہو پھر
(اوس کے بعد) جو افضل ہو روایت کیا اسکو
ترمذی نے اپنی جامع میں عاصم بن بہدلہ کی
حدیث سے اونہوں نے مصعب بن سعد
کی حدیث سے اونہوں نے اپنے باپ سے
وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
سب آدمیوں سے زیادہ ابتلا والے کون ہیں
آپنے فرمایا انبیا پھر (اون کے بعد) جو افضل
ہو پھر (اوس کے بعد) جو افضل ہو الحدیث
اسی طرح سے یہہ حدیث نسائی کے یہاں ہے
کبریٰ میں اور ابن ماجہ کے یہاں اون کی
سنن کے کتاب الفتن میں اور مسند دارمی
کے رقاق میں اور روایت کیا اسکو احمد بن
حنبل نے اور ابن منیع نے اور ابن ابی عمر نے
اپنی مسندوں میں ان سب نے عاصم کی حدیث
سے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اور
ابن حبان اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے
اور نیز حاکم نے اسکو علا ابن
مسیب کی حدیث سے روایت

عن مصعب وللطبرانی من
حدیث فاطمۃ رفعا اشد الناس
بلاء الانبیاء ثم الصالحون
الحدیث ف دل علی ان
الابتلاء لیس من علامات
الطرد کما یزعمہ بعض الجہلاء
بل ھو من علامات القبول فی
الاغلب وان لم یکن لازما
وھو عام للبلاء الجسمانی
کالمرض والفقر والبلاء
النفسانی من الغم والھم دنیویا
کان او اخرویا وقل
من یخلو عنہ من اھل اللہ
وان امکن الخلو لغلبۃ
الشوق او الرجاء مع
صحۃ البدن وسعۃ المال
الحدیث اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ
فی التمسوا وقال فی اللآلی حدیث التمسوا
الخیر عند حسان الوجوہ وقال صاحب
المقاصد بعد رفع الحدیث والحکم بضعف
الاسانید ما نصہ معھذا لا یتہیا الحکم

کیا ہے اور انہوں نے مصعب سے اور طبرانی
کے نزدیک فاطمہ کی حدیث سے جسکو مرفوع
کیا ہے یہ لفظ ہیں کہ سب سے زیادہ ابتلا رد انبیاء
ہیں۔ پھر صالحین الحدیث **ف** حدیث
اس پر دال ہے کہ کسی مصیبت میں مبتلا ہونا یہ مطرودیت
کی علامات سے نہیں جیسا بعض جہلاء خیال کرتے
ہیں بلکہ اغلب حالات میں علامات قبول سے
ہے گو (قبول کے لیے) لازم نہیں اور یہ بلا عام
ہے (ہر بلا کو یعنی) بلاء جسمانی کو بھی جیسے مرض
اور فقر اور بلاء نفسانی کو بھی جیسے غم اور فکر خواہ
دنیوی ہو یا اخروی ہو اور اہل اللہ میں سے ۱۷
ایسے بہت کم ہیں جو کسی نہ کسی بلاء سے خالی
ہوں اگرچہ خالی ہونا ممکن ہے اس طرح سے
کہ کسی پر شوق غالب ہو یا رجا غالب ہو (اسلئے
کوئی غم اور فکر نہو) اور ساتھ ہی صحت بدنی
اور وسعت مالیہ بھی ہو (اسلئے جسمانی بلا بھی نہو)
حدیث خیر (وحاجت روائی) کو خوبرو
لوگوں کے پاس تلاش کرو صاحب مقاصد حسنہ
نے اس حدیث کا مرفوع اور ضعیف الاسانید
ہونا ذکر کرکے کہا ہے کہ باوجود ضعف کے
اس متن پر موضوع ہونے کا حکم درست نہیں

علی المتن بالوضع کما اشار
الیہ شیخنا قدس سرہ وصاحب
المقاصد اشعار السلف
فی ذلک **ف** قلت ولا یضر
الضعف فی امثال ھذا و
الحدیث ان حملتہ علی حسن
الخلق بفتح الخاء وسکون اللام
فھو علی الاصل او الاغلب
لما تقرر فی علم الفراسۃ ان
الحسن الظاھری دلالۃ علی
۷۲ الحسن الباطنی وکذا القبح و
یمکن التخلف لعارض او احیانا
ومن ثم لا یجوز الجزم باحکام
ھذا العلم وعلیہ حمل السعدی
فی مثنویہ بقولہ ؎
گنہ عفو کرد آل یعقوب را + کہ معنی بود صورت خوب را
فھذا الحدیث اصل لما تمسک بہ السعدی فلا یظن
بالصوفیۃ تمسکہم بالموضوعات و ان حملتہ
بالخلق بضم الخاء واللام بمعنی طلاقۃ الوجہ
فھو حکم کلی وعلیہ حمل ابن عباس رضی اللہ عنہما کما فی المقاصد

(باقی آیندہ)

ہو سکتا جیسا ہمارے شیخ نے بھی یہی فرمایا ہے پھر صاحب
مقاصد نے اس باب میں سلف کے اشعار ذکر
کئے ہیں **ف** میں کہتا ہوں کہ ایسے مضامین
میں ضعف (دلیل کا) مضر نہیں اور اس حدیث
کو اگر خوبصورتی پر محمول کرو تو یہ حکم باعتبار اصل یا
غالب احوال کے ہے جیسا کہ علم فراستہ میں متقرر
ہو چکا ہے کہ ظاہری حسن علامت ہے باطنی
حسن کی اور اسی طرح ظاہری زشت روئی علامت
ہے باطنی زشتی کی اور اس کے خلاف بھی
کسی عارض سے یا احیاناً ہونا ممکن ہے اور
اسی وجہ سے اس علم کے احکام کا جزم جائز نہیں
اور شیخ سعدی نے اپنی بوستان کے اس شعر میں
اسی پر محمول کیا ہے ؎ گنہ عفو کرد آل یعقوب را +
کہ معنی بود صورت خوب را + سو اس حدیث میں اصل ہے
سعدی کے تمسک کی پس صوفیہ پر تمسک بالموضوعات کا گمان
نہ کیا جائے اور اگر اسکو خوشخوئی پر یعنی شگفتہ روئی پر محمول کرو
(یعنی ایک شخص کے پاس حاجت لیجاؤ وہ حاجت سنکر
خندہ پیشانی سے پیش آوے) تو یہ حکم کلی ہے۔ اور
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسی پر محمول کیا ہے
جیسا مقاصد میں نقل کیا ہے۔

(باقی آیندہ)

الحديث اكثر اهل الجنة
البله البيهقي في الشعب
والبزار والديلمي في مسندهما
والخلعي في فوائده كلهم من
حديث سلامة بن روح
ابن خالد قال قال عقيل
حدثني ابن شهاب عن
انس ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال وذكره وسلامة
فيه لين ولم يسمع من جد ابيه
عقيل انما اخذ من كتبه
لكن هو عند القضاعي من
حديث يحيى بن ايوب ثنا
عقيل به وجاء عن
سهل بن عبد الله
التستري في تفسيره
هم الذين ولهت قلوبهم
وشغلت بالله عز وجل
وعن ابي عثمان قال
هو الابله في دنياه
الفقيه في دينه

حدیث۔ اکثر جنتی لوگ ابلہ یعنی بھولے ہوتے
ہیں اسکو بیہقی نے شعب میں اور بزار اور دیلمی
نے اپنے مسندوں میں اور خلعی نے اپنے فوائد میں
روایت کیا ہے اور ان سب نے سلامہ بن روح
ابن خالد کی حدیث سے روایت کیا ہے سلامہ کہتے
ہیں کہ عقیل نے (جو کہ ان کے باپ کے دادا ہیں)
کہا ہے کہ مجھ سے ابن شہاب نے حدیث بیان
کی حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اور اس حدیث کو ذکر کیا اور سلامہ
میں قدر ضعف ہے اور انہوں نے اپنے باپ
۷۳ کے دادا عقیل سے سنا بھی نہیں صرف ان کی
کتابوں سے لیا ہے لیکن یہ حدیث قضاعی کے
یہاں یحییٰ بن ایوب کی روایت سے اسطرح
ہے کہ ہم سے عقیل نے یہی حدیث بیان
کی ہے (تو انقطاع بھی جاتا رہا) (آگے ابلہ
کی تفسیر ہے) اور سہل بن عبداللہ تستری
سے اسکی تفسیر میں منقول ہے وہ وہ لوگ
ہیں جن کے قلوب شیدا در حق تعالیٰ کے
ساتھ مشغول ہو گئے ہیں اور ابو عثمان سے
روایت ہے انہوں نے فرمایا وہ ہے جو
اپنی دنیا میں بے سمجھ ہو اور اپنی دین میں سمجھدار ہو

وعن الاوزاعی قال هو الاعمى عن الشر البصير بالخير اخرجها البيهقي في الشعب **ف** و ترى اكثر اهل الله بهذا الشان واما الانبياء عليهم السلام ومن سلك عباد الله كالانبياء فلهم شان اخر من الكياسة والفراسة والتيقظ في كل امر الحكمة السياسة التي وكل الله تعالى اليهم۔

الحديث اكثروا ذكر الله حتى يقولوا مجنون احمد وابو يعلى والبيهقي في الشعب وغيرها من حديث ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن دراج ابی السمح عن ابی الهيثم عن ابی سعيد مرفوعًا وصححه الحاكم

اور اوزاعی سے منقول ہے اونہوں نے کہا وہ وہ شخص ہے جو شر سے نابینا (یعنی بیخبر) ہو اور خیر کا بینا (یعنی باخبر) ہو ان سب اقوال کو بیہقی نے شعب میں نقل کیا ہے (مجموعۂ اقوال کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ وہ حق تعالیٰ اور دین کے ساتہ زیادہ مشغول ہے اسلئے دنیا کی طرف اوسکو توجہ اور اسکی باتوں کی خبر نہیں رکہتا) **ف** تم اکثر اہل اللہ کو اس شان کا دیکھو گے لیکن حضرات انبیا علیہم السلام اور جو شخص انبیا کی طرح بندگان خدا کی سیاست و اصلاح کرتا ہے اونکی دوسری شان ہے یعنی زیرکی اور فراست اور ہر امر میں بیداری تاکہ حکمت سیاست مرتب ہو جو خدا نے انکے سپرد کی ہے

حدیث ذکر اللہ اس کثرت سے کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں روایت کیا اسکو احمد اور ابو یعلی نے اور بیہقی نے شعب وغیرہ میں ابن وھب کی حدیث سے اونہوں نے عمرو بن الحارث سے اونہوں نے دراج ابو السمح سے اونہوں نے ابو الہیثم سے اونہوں نے ابو سعید سے مرفوع کر کے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

قال بعض اهل الله عن ابی عبد الله الرحمن ۲۴

والبیہقی من حدیث عمرو بن مالک عن ابی الجوزاء رفعہ مرسلاً اکثروا ذکر اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤن

ف دل علی ان لا یترک الذکر ولا یقلل ولا یخفی خوف ملامۃ الطعن او الریاء وھذا ھو مسلک المحققین علی عکس ما علیہ الضعفاء من الاخفاء والتقلیل ثم یتطرق منہ الشیطان الی حملہ علی الترک وھذا اکید منہ عظیم یتنبہ لہ اھل البصائر۔

الحدیث ۲ اکرموا الخبز فی المستدرک للحاکم من طریق غالب القطان عن کریمۃ بنت ھمام عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال **ف** ومن ثم تری اکثر اھل الادب یھتمون بصون الخبز

طرف منسوب کرکے) اور بیہقی نے اسکی تصحیح کی) عمرو بن مالک کی روایت سے وہ ابو الجوزاء سے روایت کرتے ہیں اونھوں نے اسکو مرسلاً مرفوع کیا ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔ یہاں تک کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ تم ریاکار ہو۔ **ف** حدیث اسپر دال ہے کہ کسی کے طعن یا ملامت ریا کے خوف سے ذکر کو نہ ترک کرے اور نہ اوس کا اخفاء کرے اور محققین کا مسلک یہی ہے برعکس اوس طریق کے جو ضعفاء نے تجویز کیا ہے کہ اخفا کرتے ہیں یا تقلیل پھر اس سے شیطان کو ایک راہ ملتا ہے کہ اوس کو ترک پر آمادہ کرتا ہے اور یہ اوس کا ایک بڑا فریب ہے جسپر اہل بصیرت متنبہ ہوجاتے ہیں۔

حدیث روٹی کا ادب کرو مستدرک میں حاکم سے غالب بن قطان کی روایت سے ہے وہ کریمہ بنت ہمام سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عائشہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا **ف** اور اسی وجہ سے تم اکثر اہل ادب کو دیکھتے ہو

۷۵

عن الدوس ونقل في
المقاصد قول بعض
العلماء الحنطة اذا
ديست اشتكت الى
ربها ومنه يكون
القحط

الحديث ان الله يبعث
لهذه الامة على رأس
كل مائة سنة من
يجدد لها دينها
ابو داؤد في الملاحم ۷۴
(بسنده) عن ابي هريرة
فيما اعلم عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم
بهذا وقد اخرجه
الطبراني في الاوسط
وسنده صحيح ورجاله
كلهم ثقات وكذا
صححه الحاكم وقوله
فيما اعلم ليس لشك
في وصله بل قد جعل وصله معلوما

کہ روٹی کو پاؤں میں آنے سے بچانے کا بہت اہتمام کرتے ہیں اور مقاصد حسنہ میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ گیہوں جب پاؤں میں آتا ہے تو خدا تعالیٰ سے شکایت کرتا ہے اور اس کے سبب قحط ہوجاتا ہے۔

حدیث اللہ تعالیٰ اس امت (کی اصلاح) کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص مقرر فرمادے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کردے گا اسکو ابوداؤد نے ملاحم میں (اپنی سند کے ساتھ) ابوہریرہؓ سے روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کوئی راوی کہتے ہیں کہ میرے علم میں اسیطرح (موصول) ہے اور اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور سند اسکی صحیح ہے اور اس کے سب رجال ثقہ ہیں اور اسیطرح حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے اور راوی کا یہ کہنا کہ میرے علم میں اسیطرح ہے یہ اس حدیث کے موصول ہونے میں شک کیلئے نہیں بلکہ اپنے نزدیک اس کے موصول ہونیکا یقینی ہونا بتلایا ہو۔

(باقی آئندہ)

ف وقد كان في كل مائة من جدد الدين بمعنى تميز بينه ما ادخلوه فيه من غيره والاهتمام بادخال ما اخرجوه منه فيه وقد كان بعض المجددين من الصوفية

ف ۔ اور (حدیث کے موافق) ہر صدی میں ایسا شخص ہوتا رہا ہے جس نے دین کی تجدید کی ہے اور تجدید کے یہ معنی ہیں کہ دین کو اِن چیزوں سے صاف کر دیا جو کہ غیر دین تھیں اور لوگوں نے دین میں داخل کر لی تھیں اور جو دین کی چیزیں دین سے خارج کر دی تھیں اُنکو داخل دین کرنیکا اہتمام کیا اور بعض مجددین حضرات صوفیہ میں سے بھی ہوئے ہیں

۲۶ کون بعض الصوفیۃ من المجددین

الحديث ان بلالا كان يبدل الشين في الاذان سينا قال المزني فيما نقله عن البرهان السفاقسي انه اشتهر على السنة العوام ولم نره في شئ من الكتب وسيأتي في سين من السين المهملة ثم قال في سين بلال عند الله شين قال ابن كثير انه ليس له اصل ولا يصح

حدیث بلال رضہ شین کی جگہ اذان میں سین کہتے تھے۔ مزنی نے برہان سے ۷۷
نقل کیا ہے کہ عوام کی زبان پر یہ مشہور ہو گیا ہے اور ہم نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا آگے سین میں بھی اس کا ذکر آوے گا پھر سین میں یہ کہا ہے کہ بلال کا سین اللہ کے نزدیک شین ہے ابن کثیر نے کہا ہے کہ اسکی کچھ اصل نہیں اور یہ صحیح نہیں۔

۲۷ عدم صحۃ حدیث سین بلال

ف وما يوجد في بعض كتب التصوف فليس بحجة انما اوردوه بناء على حسن الظن بالراوي فهم معذورون فيه

ف اور بعض کتب تصوف میں جو پایا جاتا ہے وہ حجت نہیں مگر اونہوں نے راوی کے ساتھ حسن ظن کی بنا پر لکھ دیا ہے اسلئے وہ معذور ہیں۔

عدم صحۃ حدیث ولدت

الحدیث بعثت فی زمن
الملك العادل
ثم قال فی الواو ولدت
فی زمن الملك
العادل لا اصل له
وقال الحلیمی فی الشعب
انه لا یصح۔ ف
وما یوجد فی بعض الکتب
فمرجوا به آنفاً
الحدیث جف القلم بما هو
۷۸ كائن عند القضاعی فی مسنده
من حدیث مسعر بن کدام
عن المنبعث الاثرم سمعت
کردوس سمعت ابن مسعود
سمعت النبی صلی الله علیه
وسلم یقول جف القلم
بالشقی والسعید
وفرغ من اربع من
الخلق والخلق والاجل
والرزق وکذا اخرجه
الدیلمی بلفظ

القضاء والقدر ... موقوفۃ

حدیث میں عادل بادشاہ (نوشیرواں) کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں اسکی کچھ اصل نہیں اور حلیمی نے شعب میں کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں اور بعض کتابوں میں جو پایا جاتا ہے جیسا بوستاں میں ہے ؎

سزد گر بدورش بنازم چناں
کہ سید بدورانِ نوشیرواں

اس کا جواب ابھی (اوپر) گذر چکا ہے (یعنی حسن ظن بالراوی کی بناء پر نقل کر دیا)

حدیث خشک ہو چکا قلم ہونیوالی چیز پر قضاعی کی مسند میں مسعر بن کدام کی روایت سے جسکو وہ منبعث اثرم سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ میں نے کردوس سے سُنا وہ کہتے ہیں میں نے ابن مسعود سے سُنا وہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ قلم خشک ہو چکا ہے شقی اور سعید پر اور چار چیزوں سے وہ فارغ ہو چکا صورت سے اور اخلاق سے اور وقت موت سے اور رزق سے اور اسیطرح روایت کیا ہے اسکو دیلمی نے اس لفظ سے

جرلی بدل جفوفقال
فی تعرف عن الطبرانی
(بسندہ) عن ابن عباس
(الحدیث الطویل) وفیہ
قد جف القلم بما ھو کائن
ف واستحضار الحدیث یزید
فی التوکل والتفویض قوۃ
تراھا فی الصوفیۃ
الحدیث حب الوطن من
الایمان لم اقف علیہ۔ **ف**
والعذر ما سبق آنفا فی ان
بلالا وفی بعثت
الحدیث الحدۃ
تعتری خیار امتی
ھو فی مسند الحسن بن سفیان
من جھۃ اللیث عن
زوید بن نافع قلت
لابی منصور الفارسی یا ابا
منصور لولا حدۃ فیک
فقال ما یسرنی بحدتی
کذا وکذا وقد قال رسول اللہ

کہ قلم چل چکا ہے بعوض اس لفظ کے کہ قلم
خشک ہوچکا اور کلمہ تعرف کے تحت میں
کہا ہے کہ طبرانی سے اسکی سند کے ساتھ
ابن عباس سے ایک طویل حدیث میں
یہ بھی ہے کہ قلم خشک ہوچکا ہے ہونے
والی چیز پر **ف** اس حدیث کے مستحضر
رکھنے سے توکل اور تفویض میں قوت
ہوتی ہے جسکو تم صوفیہ میں دیکھتے ہو۔
حدیث وطن کی محبت ایمان میں داخل
ہے میں اس حدیث پر مطلع نہیں ہوا
ف اور عذر وہی ہے جو ابھی ان بلالا
میں اور بعثت میں گذرا۔
حدیث۔ تیز مزاجی میری امت کے
نیک لوگوں کو پیش آتی ہے یہ حدیث
حسن بن سفیان کی مسند میں لیث کی جہت
سے منقول ہے وہ زوید بن نافع سے
روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو منصور فارسی
سے کہا کہ اگر تمہارے اندر تیز مزاجی نہ ہوتی
(تو خوب ہوتا) انہوں نے فرمایا مجھکو
اس تیزی کے بدلہ اتنا اتنا ملنے تب بھی
میرے لیے موجب مسرت نہ ہو رسول اللہ

ف حدیث حب الوطن من الایمان ۷۹

ف الحدۃ تعتری خیار امتی

صلی اللہ علیہ وسلم ان
الحدۃ تعتری خیار امتی
روساہ بعضہم یزید بن
ابی منصور وحکم علیہ
بالصحبۃ) وفی بعض الروایات
بلفظ لیس احد اولی بالحدۃ
من صاحب القران لعز القران
فی جوفہ **ف** ویوجد مثل ھذہ
الحدۃ فی اھل اللہ حقیقتہا الغیرۃ
علی الحق وحقیقۃ اظہارہا ترک التکلف

۸۰ **الحدیث** الخلق عیال
اللہ فاحب الخلق الی اللہ من
احسن الی عیالہ الطبرانی
فی الکبیر والاوسط وابونعیم فی
الحلیۃ والبیہقی فی الشعب
کلہم من حدیث ابراہیم
عن الاسود عن ابن
مسعود بہ مرفوعا
ورواہ البیہقی ایضا
وابونعیم وابویعلی
والبزار والطبرانی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیزی
میری امت کے نیک لوگوں کو پیش آتی
ہے (اور بعض نے اونکا نام یزید بن منصور
کہا ہے اور ان کو صحابی کہا ہے) اور بعض
روایات میں یہ الفاظ ہیں کوئی شخص تیزی کا
مستحق قرآن والے سے زیادہ نہیں بوجہ
عزت قرآن کے **ف** بعض اہل اللہ
میں ایسی تیزی پائی جاتی ہے اور اسکی
حقیقت حق پر غیرت ہے اور اس کے
ظاہر کرنے کی حقیقت ترک تکلیف ہو۔
حدیث۔ مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال
(کے مشابہ) ہے سو اللہ تعالیٰ کے نزدیک
مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے
جو اسکی عیال کے ساتھ احسان کرے
روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر اور اوسط
میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے
شعب میں ان سب نے ابراہیم کی روایت
سے اور وہ اسود سے روایت کرتے ہیں
اور وہ ابن مسعود سے مرفوعاً اسی لفظ سے
(جو اوپر مذکور ہوا) نیز اسکو بیہقی اور
ابونعیم اور ابویعلی اور بزار اور طبرانی نے اور

(باقی آیندہ)

والحارث بن ابی اسامة
وابن ابی الدنیا والعسکری
وآخرون من جهة
یوسف بن عطیة عن
ثابت عن انس مرفوعًا
بلفظ فاحبهم الی الله
انفعهم لعیاله
وهو عند الدیلمی
من حدیث
بشیر بن رافع
عن یحیی بن ابی
کثیر عن ابن سلمة
عن ابی هریرة رفعه
بلفظ الخلق کلهم
عیال الله وتحت کنفه
فاحب الخلق الی الله من
احسن الی عیاله ومخرج
هذا الکلام کما قال
العسکری علی المجاز و
التوسع کان الله لما کان
المتضمن بارزاق

حارث بن ابی اسامہ اور ابن ابی الدنیا اور
عسکری نے اور بھی بعضوں نے یوسف
ابن عطیہ کی جہت سے روایت کیا ہے وہ
ثابت سے روایت کرتے ہیں
اور وہ حضرت انسؓ سے
مرفوعًا ان لفظوں سے کہ سب میں زیادہ
محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص
ہے جو اسکی عیال کو سب سے زیادہ نفع پہونچا
وے اور یہ حدیث دیلمی کے نزدیک بشیر
ابن رافع کی روایت سے اور وہ یحیی بن
کثیر سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن سلمہ ۸۱
سے اور وہ ابی ہریرہ سے جنہوں نے
اسکو مرفوع کیا ہے ان الفاظ سے ہے
کہ خلق اللہ سب اسکی عیال ہے اور اسکی
حفاظت (اور ذمہ داری) میں ہیں (یہ بمنزلہ
تفسیر عیال کے ہے) پس سب سے زیادہ
محبوب مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک
وہ ہے جو اسکی عیال کے ساتھ احسان
کرے اور اس کلام کا محمل جیسا عسکری
نے کہا ہے مجاز اور توسع پر ہے گویا جب
اللہ تعالیٰ بندوں کے رزق کا ضامن اور

العبأ دالكافل لهم كان
الخلق كالعيال له
ف وعبر عن معنى
العيال العارف
الرومى بلفظ الاطفال
فى قوله۔
اولیا اطفال حقند ای پسر
وهو على المجاز ايضا بجامع
التربية الجسمانية للخلق
كلهم والروحانية للاولياء
خاصة والنفع عام للدنيوي ۸۲
والديني وهو كالامر
الطبعى لاهل الله ينفعون
الناس المؤمن منهم والكافر
بل الدواب والانعام بما يحتاجون
اليه دنيويا كان او دينيا
بعد الاذن الشرعى ويحضون
غيرهم عليه ويعدونه افضل
الاعمال كما قال الشيرازى
طريقت بجز خدمت خلق نيست
بتسبيح وسجاده ودلق نيست

کفیل (یعنی ذمہ دار) ہے تو مخلوق
مثل اوسکی عیال کے ہوئی ف اور اسی
معنی کو مولانا رومی نے لفظ اطفال سے
تعبیر کیا ہے اپنے اس قول میں
اولیا اطفال حقند اے پسر
غائبی وحاضری بس با خبر
اور یہ بھی مجاز ہی پر محمول ہے (بطور تشبیہ کے)
اور وجہ جامع (تشبیہ کی) تربیت ہے
جسمانی تو کل مخلوق کے لیے اور روحانی
خاص اولیاء کے لیے اور نفع عام ہے
دنیوی ہو یا دینی اور یہ خصلت (نفع رسانی
مخلوق) اہل اللہ کے لیے مثل امر طبعی کے
ہے وہ آدمیوں کو بھی نفع پہونچاتے ہیں
مومن کو بھی کافر کو بھی بلکہ مواشی اور بہائم
کو بھی اون کے حوائج میں خواہ وہ حاجت
دنیوی ہو یا دینی ہو مگر اذن شرعی کے
بعد اور دوسروں کو بھی اسکی ترغیب
دیتے ہیں اور اسکو افضل الاعمال شمار
کرتے ہیں جیسا شیخ شیرازی فرماتے ہیں
طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

وهم في هذا كلهم آخذون بالحديث ودخل في الاذن الشرعي اذن الشيوخ للمبتدين من اهل الطريق فلابد لهم من اذن الشيوخ لانهم هم العارفون بالحدود الشرعية المبصرون بالوساوس النفسانية فيما صورته طاعة الهية ومعناه طاعة نفسانية فتعقل ولا تعجل۔

الحديث خير الامور اوسطها ابن السمعاني في ذيل تاريخ بغداد بسند مجهول عن علي مرفوعا به وهو عند ابن جرير في التفسير من قول مطرف ابن عبد الله ويزيد بن

(یعنی یہ طریقت فقط خدمت خلق ہے بتسبیح وسجادہ ودلق ہے)

اور یہ حضرات ان سب امور میں حدیث پر عمل کرنے والے ہیں اور اذن شرعی (کی جو اوپر قید لگائی ہے اس) میں مبتدی صاحب طریق کے لیے شیوخ کی اجازت بھی داخل ہوگئی سو اون کے لیے اذن شیوخ کی بھی ضرورت ہے کیونکہ حدود شرعیہ کو شیوخ ہی جانتے ہیں اور وساوس نفسانیہ کی اون ہی کو بصیرت حاصل ہے جو ایسے اعمال میں مل جاتے ہیں جنکی صورت تو ۸۳
طاعت خداوندی ہوتی ہے اور اونکی حقیقت طاعت نفس ہوتی ہے خوب سمجھ لو اور (اپنی رائے پر عمل کرنے میں) جلدی مت کرو۔

حدیث سب امور میں افضل اوساط ہیں روایت کیا اوسکو سمعانی نے ذیل تاریخ بغداد میں سند مجہول کے ساتھ حضرت علیؓ سے مرفوعًا ان ہی الفاظ سے اور یہ حدیث ابن جریر کے نزدیک اونکی تفسیر میں مطرف بن عبد اللہ اور یزید بن

ملفوظ ۱۱ ص ۱۳

مرة الجعفی وکذا	مرہ جعفی کا قول ہے اور اسیطرح بیہقی نے مطرف
اخرجہ البیھقی	سے نقل کیا ہے اور دیلمی نے بلا سند ابن
عن مطرف والدیلمی	عباس سے مرفوعاً ان الفاظ سے نقل کیا
بلا سند عن ابن	ہے کہ سب اعمال میں افضل اوسط ہے
عباس مرفوعاً	اور (یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن
خیر الاعمال اوسطھا ویشہد	مضمون صحیح ہے کیونکہ) اس سب (مضمون)
بھذا کلہ لم یسرفوا ولم	کی شہادت حق تعالیٰ کا ارشاد دیتا ہے
یقتروا وکان بین	کہ وہ لوگ نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ تنگی
ذلک قواما وغیرہ من الآیات	کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا ان کے
والاحادیث ف ویدور	درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (اور اسکے
۸۴ تربیة المحققین	علاوہ اور آیات و احادیث بھی) ف
علی ھذا المحور	اور محققین کی تربیت کا اسی اصل پر مدار ہے
الحدیث خیر الذکر	حدیث۔ سب سے افضل ذکر وہ ہے
الخفی وخیر الرزق ما یکفی	جو خفی ہو اور سب سے افضل رزق وہ ہے
ابو یعلی والعسکری من	جو کافی ہو جاوے روایت کیا اسکو
حدیث محمد بن عبد الرحمن	ابو یعلی اور عسکری نے محمد بن عبد الرحمن
ابن ابی لبابة	ابن ابی لبابہ کی روایت سے اونہوں نے
عن سعد بن ابی وقاص	سعد بن ابی وقاص سے اور اونہوں نے
رفعہ بھذا وصححہ	مرفوع کیا ہے ان ہی لفظوں سے
ابن حبان وابو عوانة	اور تصحیح کی اسکی ابن حبان اور ابو عوانہ
والمعنی ان اخفاء العمل	نے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ عمل کا اخفا کرنا

(باقی آیندہ)

وعدم الشهرة والاشارة
الى الرجل بالاصابع خير
من ضدة واسلم فى الدنيا
والدين والقليل من المال
الذى لا يشغل عن الآخرة
خير من الكثير الذى يلهى
عنها **ف** وهذا اصل لمن
يرجح الخفى من الذكر والقول
الفصل انه افضل فى نفسه
وفضل الجهر لمصلحة لا تحصل
بالخفى او لغلبة الحال وانظر
الى ما مر قريبا من حديث اكثروا ذكر الله
حتى يقولوا مجنون وما كتبت عليه۔
الحديث دارهم
ما دمت فى دارهم
ما علمته ولكن جاء فى
الزوجة فدارها تعش بها
اخرجه ابن حبان
فى صحيحه عن سمرة
ف قلت لما ورد
الامر بالمداراة للزوجة

اور شہرت اور انگشت نمائی نہ ہونا اسکی ضد سے
بہتر ہے اور دنیا اور دین میں اسلم ہے۔ اور
(التیسیر) مال قلیل جو آخرت سے غافل نکرے
اوس کثیر سے بہتر ہے جو اوس سے غافل کرے
ف اور یہ حدیث اصل ہے اون لوگوں کی
جو ذکر خفی کو ترجیح دیتے ہیں اور اسمیں قول
فیصل یہ ہے کہ فی نفسہ تو یہی افضل ہے اور جہر
کی فضیلت ایسے مصالح سے ہے جو خفی سے
حاصل نہیں ہوتیں یا ذوق وشوق کے غلبہ سے
(بلا قصد) جہر ہو جاوے اور اوس حدیث کو
مع میرے لکھے ہوئے مضمون کے دیکھ لو جو قریب ۸۵
ہی گذری ہے یعنی اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون
حدیث۔ لوگوں کی مداراۃ کرو جبتک
تم اون کے گہر میں ہو۔ مجکو یہ حدیث معلوم نہیں
ہوئی لیکن زوجہ کے باب میں یہ حدیث
آئی ہے کہ اسکی مداراۃ کرو تو اوس کے ساتہہ
بسر کرسکتے ہو (اور زیادہ کاوش کرنے سے
بوجہ اوس کے ضعف عقل کے یا شقاق
ہو گا یا افتراق) روایت کیا اوسکو ابن حبان
نے اپنی صحیح میں سمرہ سے **ف** میں کہتا
ہوں کہ جب (اس حدیث میں) زوجہ کی

لضعف عقلها ولاحتیاج الی معاشرتها فمن کان لہ مثل حال الزوجۃ فی ضعف العقل والاحتیاج الیہ تعدی الحکم الیہ فثبت معنی دارهم مادمت فی دارهم وهو ماخذ لقول الرومی ؎

لاتخالفهم حبیبی دارهم
یا غریبا نازلا فی دارهم

وهذا هو دیدن الحکماء من اهل الله۔

الحدیث الدال علی الخیر کفاعلہ العسکری وابن جمیع و من طریقہ المنذری من حدیث طلحۃ بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس مرفوعا فی حدیث ۸۶

مداراۃ کا حکم وارد ہوا ہے اس وجہ سے کہ اسکی عقل ضعیف ہے اور اس کے ساتھہ گذر کرنے کی تمکو حاجت ہے تو جس شخص کی حالت ضعیف عقل اور اوس سے حاجت واقع ہونے میں زوجہ کی سی حالت ہو (اشتراک علت ہے) یہ حکم اوسکی طرف بہی متعدی ہوجاوے گا پس یہ حدیث معنیً ثابت ہوگئی اور یہی حدیث مولانا رومی کے اس شعر کا ماخذ ہے ؎

لاتخالفهم حبیبی دارهم
یا غریبا نازلا فی دارهم

اور یہی طریقہ ہے حکماء اہل اللہ کا (کہ بد عقلوں کی مداراۃ کرتے ہیں جسمیں بڑی حکمت اپنے قلب کو تشویش سے محفوظ رکہنا ہے جسکی صاحب طریق کو سخت حاجت ہے)۔

حدیث کسی اچھی بات کا بتلانے والا ایسا ہی ہے جیسا اوس کا کرنے والا (یعنی ثواب میں) روایت کیا اسکو عسکری نے اور ابن جمیع نے اور اس کے طریق سے منذری نے طلحہ بن عمرو کی روایت سے وہ عطا سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن عباس سے مرفوعاً ایک حدیث میں جسکے

لفظہ کل معروف صدقۃ والدال علی الخیر کفاعلہ واللہ یحب اغاثۃ اللھفان واخرجہ مسلم بمعناہ عن ابی مسعود رفی حدیث طویل) قال صلی اللہ علیہ وسلم من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ

ف ودخل فی ذلک دلالۃ الطالب علی الشیخ الکامل بل ھو اصل کل خیر۔

الحدیث الدنیا مزرعۃ الآخرۃ لم اقف علیہ **ف** قلت ولکن معناہ فی القرآن فی قولہ تعالیٰ وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الآخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا الآیۃ

الفاظ یہ ہیں ہر نیک کام صدقہ ہے۔ اور اچھی بات بتلانے والا ایسا ہی ہے جیسا اوس کا کرنیوالا اور اللہ تعالیٰ پریشان آدمی کی مدد کرنے کو محبوب رکھتا ہے اور روایت کیا اِس کے مضمون کو مُسلم نے ابو مسعود سے (ایک طویل حدیث میں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی اچھی بات بتلاوے اُس کو کرنے والے ہی کی برابر اجر ملے گا۔

ف۔ اسمیں یہ بھی داخل ہوگیا کہ کسی طالب کو کسی شیخ کامل کا پتہ بتلا دے بلکہ یہ تو سب اچھی باتوں کی اصل ہے (کیونکہ شیخ کامل ہی کی بدولت سب اچھی باتیں معلوم ہوتی ہیں)

حدیث۔ دنیا آخرت کی کھیتی کی جگہ ہے میں اس پر آگاہ نہیں ہوا۔ **ف**۔ میں کہتا ہوں لیکن اسکا مضمون قرآن مجید میں موجود ہے اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے (فرمایا ہے کہ) تجکو (دنیا میں) جو دے رکھا ہے تو اس میں آخرت کی بھی جستجو کر اور دنیا سے اپنا حصہ (آخرت میں لیجانا) فراموش مت کر۔

فا دلالۃ الطالب علی الشیخ الکامل ۸۷ عدم وقوفہ علی حدیث الدنیا مزرعۃ الآخرۃ مع صحۃ معناہ

رد الشمس او حبسها وتعجبها للمعترضین

الحدیث حدیث رد
الشمس علی علی قال احمد
لا اصل له وتبعه ابن
الجوزی فاورده
فی الموضوعات و
لکن قد صححه الطحاوی
وصاحب الشفاء
واخرجه ابن منده
وابن شاهین من
حدیث اسماء
ابنة عمیس **قلت** ۸۸
قال السیوطی فی التعقبات
علی الموضوعات باب المناقب
(فی رواة حدیث اسماء بنت
عمیس فی رد الشمس) فضیل
ثقة صدوق احتج به
مسلم والاربعة وابن شریك
وثقه غیر ابی حاتم وروی
عنه البخاری فی الادب
وابن عقدة من کبار الحفاظ
وثقه الناس اھ مختصراً

حدیث حضرت علی کے لئے (جب وہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
مشغول ہونے کے سبب عصر کی نماز
نہیں پڑھ سکے) آفتاب کا واپس ہوجانا
(جس سے وہ وقت میں نماز پڑھ سکے)
احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اسکی کچھ اصل نہیں
اور ابن الجوزی نے اونکی موافقت کی اور اسکو
موضوعات میں لائے ہیں لیکن طحاوی اور
صاحب شفاء نے اسکی تصحیح کی ہے اور ابن
مندہ اور ابن شاہین نے اسماء بنت عمیس
کی روایت سے اسکی تخریج کی ہے میں کہتا ہوں
سیوطی نے تعقبات علی الموضوعات کے
باب المناقب میں (اسماء کی اس حدیث
کی اون راویوں کے بارہ میں جن کے سبب
حدیث مجروح کی گئی ہے) کہا ہے کہ فضیل
ثقہ راستباز ہے اوس سے مسلم اور اصحاب
سنن اربعہ نے احتجاج کیا ہے اور ابن شریک
کی توثیق بجز ابو حاتم کے اوروں نے کی ہے
اور اس سے بخاری نے ادب میں روایت کی
ہے اور ابن عقدہ اکابر حفاظ سے ہے اوسکی
لوگوں نے توثیق کی ہے اھ مختصراً

(باقی آیندہ)

ف فلا تعجل بتکذیب
ما یروی من حبس
الشمس بدعاء بعض الاولیاء
کما اشتہر من شرف
الدین القلندر انہ
دعا یا الٰہی تا قیامت
بر نیاید آفتاب
ثم لما طلعت بدعائہ
کانت علی الراس
فاذن الامر
اھون من الحبس
لانہ کان
حبسا صورۃ
وحجابا معنی
فھو اقرب
الی التصدیق۔

الحدیث ریق المؤمن
شفاء معناہ صحیح ففی الصحیحین
قال صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ تربۃ
ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا
باذن ربنا **ف** والریق

ف (جب ایسا خارق واقعہ بھی ہو چکا ہے
اور تخصیص بالنبی کی کوئی دلیل نہیں پس تم
ایسے واقعہ کی جلدی تکذیب مت کرو جو
بعض اولیاء کی دعا سے حبس شمس کا قصہ
منقول ہے جیسا حضرت قلندر صاحب کی
حکایت مشہور ہے کہ انہوں نے (ناراض ہو کر)
یہ دعا کر دی تھی یا الٰہی تا قیامت بر نیاید آفتاب
(پھر لوگوں کے معاف کرانے پر دعا کر دی
تھی) پھر جب اونکی دعا سے وہ طلوع ہوا ہے
تو ٹھیک سر پر تھا (یعنی دوپہر کا وقت تھا)
سو اس صورت میں واقعہ حبس سے ۸۹
بھی سہل ہے کیونکہ وہ صورۃً حبس تھا لیکن
معنًی وحقیقۃً حجاب تھا (یعنی باوجود طلوع
کے نظر نہیں آیا (اور ممکن ہے کہ یہ ظہور
نہ ہونا خاص اسی بستی میں ہو) سو یہ تصدیق
سے بہت قریب ہے۔

حدیث مومن کا لعاب شفا ہے اس کا
مضمون صحیح ہے (گو الفاظ ثابت نہیں)
چنانچہ صحیحین میں حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کے ارشاد سے لعاب سے شفا حاصل
کرنے کی دعا مذکور ہے **ف** اسی سے

ریق المؤمن شفاء

حکمۃ استتار التجلیات احیانا

والسور کالمترادفین فثبت ایضا معنے ما اشتہر بلفظ سور المومن شفاء وھذا التبرک بسور الصالحین والمشائخ معتاد فی اھل الطریق بکثرۃ۔

الحدیث زر غبا تزدد حبا البزار والحارث بن ابی اسامۃ فی مسندیھما ومن طریق ثانیھما ابونعیم فی الحلیۃ من حدیث طلحۃ بن عمرو عن عطاء بن ابی رباح عن ابی ہریرۃ بہ مرفوعا وثم

٩٠ ساق اسانید متعددۃ وقال بمجموعھا یتقوی الحدیث وان قال البزار انہ لیس فیہ حدیث صحیح فھو لاینافی ما قلناہ

ف ومنہ یوخذ حکمۃ اختفاء التجلیات عن السالک احیانا کما اشار الیہ العارف الشیرازی بقولہ

گر نیست غیبتے نزھد
لذتی حضور

سور المومن شفاء کا مضمون بھی ثابت ہوگیا اور اہل طریق میں بزرگوں کی کھائی ہوئی چیز سے برکت حاصل کرنا کثرت سے متعاد ہے *

حدیث ناغہ کرکے ملاقات کیا کرو محبت میں ترقی کروگے روایت کیا اسکو بزار نے اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسندوں میں اور حارث کے طریق سے ابونعیم نے حلیہ میں طلحہ بن عمرو کی روایت سے وہ عطاء سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابوہریرہ سے مرفوعاً پھر مقاصد میں کئی سندیں ذکر کرنے کے بعد) کہا ہے کہ ان اسانید کے مجموعہ سے حدیث میں قوت ہوتی ہے اگرچہ بزار نے کہا ہے کہ اسمیں کوئی حدیث صحیح نہیں لیکن یہ ہمارے قول کے منافی نہیں (کیونکہ صحت کی نفی سے ثبوت کی نفی نہیں ہوتی) **ف** اور اس سے بعض اوقات سالک سے تجلیات کے استتار کی حکمت بھی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ عارف شیرازی نے فرمایا ہے ؎

گر نیست غیبتے مذہد لذتے حضور

الحديث سيد القوم خادمهم ابو عبد الرحمن السلمي في آداب الصحبة له من رواية يحيى بن اكثم عن المامون عن ابيه عن جده عن عقبة بن عامر رفعه بهذا وفي سنده ضعف وانقطاع **ف** وينجبر ضعفه لعمل السلف به قاطبة لا سيما اهل الطريق في كل زمان حيث يخدمون كلا حتى خدمهم بكل خدمة يحتاجون اليها۔

الحديث الصراط كحد السيف او كحدة الشعرة البيهقي في الشعب عن انس به مرفوعا

حدیث جو کسی قوم کا سردار ہو وہ اونکا
خادم ہے (یعنی اسکو خادم ہونا چاہیے)
روایت کیا اسکو ابو عبد الرحمن سلمی نے
اپنی کتاب آداب الصحبۃ میں یحییٰ بن اکثم
کی روایت سے اونہوں نے مامون رشید
سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے
اون کے دادا سے اونہوں نے عقبہ بن عامر
سے اونہوں نے اسی لفظ سے مرفوع کیا
ہے اور اسکی سند میں ضعف اور انقطاع
ہے **ف** اس کے ضعف کا تدارک اس سے
91 ہو جاتا ہے کہ عموماً سلف کا اسپر عمل رہا ہے
خصوص اہل طریق کا ہر زمانہ میں رہا ہے کہ وہ
سب کی خدمت کرتے ہیں حتی کہ اپنی خادموں کی
بھی جس خدمت کی اونکو حاجت ہو (اور کسی
حدیث پر اسطرح عمل کرنا علامت ہے کہ حدیث
کی کچھ اصل معتد بہ ہے ورنہ غیر ثابت پر
عمل کیوں کرتے)

حدیث پلصراط تلوار کی تیزی کی طرح
ہے یا بال کی باریکی کی طرح ہے روایت
کیا اسکو بیہقی نے شعب میں حضرت
انس سے مرفوعاً اور کہا کہ یہ اسناد ضعیف ہے

[illegible]

وقال هذا اسناد ضعيف
قال وروى عن زياد النميرى
عن انس مرفوعاً الصراط
كحد الشعر او كحد السيف
قال وهى رواية صحيحة
انتهى ف قلت
وبين فهم استبعاده
ما قال فيه بعض اهل
اللطائف من القوم
ان الصراط مثال
۹۲ للطريق الوسط الدينى
ولما كان الوسط الحقيقى
غير منقسم ظهر الصراط بصورة
ما هو ادق من الشعر
فان الشعر منقسم عرضاً
وايضاً لما كان الوسط الحقيقى
اصعب من كل شى فان الركون
الى جانبيه من الافراط و
التفريط قلما يسلم منه
احد كما قال صلى الله عليه وسلم
لن يشاد الدين احد الا غلبه

بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث زیاد نمیری سے روایت کی گئی ہے اونہوں نے انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ صراط بال کی باریکی کی طرح ہے یا تلوار کی تیزی کی طرح اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے ختم ہوا کلام بیہقی کا **ف** میں کہتا ہوں کہ اِس کا مستبعد ہونا اوس سے دفع ہوتا ہے جو اس باب میں صوفیہ میں سے بعض اہل لطائف نے کہا ہے کہ صراط صورت مثالیہ ہے طریق دینی معتدل کی اور چونکہ وسط حقیقی غیر منقسم ہوتا ہے اسلئے صراط ایسی شکل میں ظاہر ہوگا جو بال سے بھی باریک ہے کیونکہ بال تو عرض میں منقسم ہوتا ہے نیز چونکہ وسط حقیقی پر قائم رہنا ہر چیز سے زیادہ دشوار ہے کیونکہ اوس کے دونوں طرفوں یعنی افراط و تفریط کی طرف مائل ہوجانیسے بہت کم سالم رہتا ہے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی ایسا شخص نہیں جو دین کا سختی سے مقابلہ کرے مگر اوسپر دین ہی غالب ہوگا۔

(باقی آیندہ)

وقال استقیموا ولن تحصوا
وان تقبل اللہ تعالیٰ من
العبد ادنی العمل برحمته
وعفوه كما قال صلى الله
علیہ وسلم سددوا وقاربوا
استعینوا بالغدوة والروحة
ولشئ من الدلجة رواه
البخاری فلهذه
الصعوبة ظهر
الصراط بصورة
ما هو احد من السیف
فاندفع الاستبعاد
وبیان امثال هذه النکت
مما یعامل به اهل
الاصلاح الضعفاء واصل
طریقهم فی هذه الامور
التسلیم بلا تکییف
الحدیث عفوا
تعف نساءکم وبروا
آباءکم تبرکم
ابناءکم

اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مستقیم رہو اور
تم سے اس کا احاطہ نہ ہو سکے گا اگرچہ اللہ تعالیٰ
اپنے عفو و رحمت سے بندہ سے ادنیٰ درجہ
کے عمل کو بھی قبول فرما لیتا ہے جیسا کہ
ارشاد فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ ٹھیک ٹھیک رہو اور
قریب قریب رہو اور کچھ صبح کچھ شام اور
کچھ رات کے حصے سے مدد لیا کرو یعنی
ان اوقات میں کچھ نفل عبادت کر لیا کرو
پس اس دشوار ہونے کے سبب وہ صراط
ایسی صورت میں ظاہر ہوگا جو تلوار سے ۹۳
زیادہ تیز ہے۔ پس اس تقریر سے وہ
استبعاد رفع ہو گیا اور اس قسم کے
نکات کا بیان کرنا ایک طریق ہے
جسکے موافق اہلِ اصلاح ضعفاء کے ساتھ
معاملہ کرتے ہیں ورنہ اُن کا اصل طریق
ان امور میں بلا کیف تسلیم کر لینا ہے
الحدیث تم عفیف رہو تمہاری
عورتیں بھی عفیف رہیں گی اور اپنے
باپوں سے اچھا سلوک کرو تمہارے
بیٹے تم سے اچھا سلوک کریں گے اسکو

الطبرانی عن جابر والدیلمی عن
علی مرفوعا لا تزنوا فتذهب لذة
نسائکم وعفوا تعف
نسائکم ان بنی فلان زنوا
فزنت نسائهم **ف** المقصود
بیان اصل الاثر وان لم یترتب
لعارض وکانه یاخذ لقول العارف
الرومی فی الخامس من المثنوی
مع ذکر السر فیه ـه
هرکه با اهل کسان شد فسق جو
۹۴ اهل خود را دان که قوادست او
زانکه مثل آن جزائے او شود
چون جزائے سیئه مثلش بود
ویقول الشیخ الشیرازی فی بوستانه
مکن بد بفرزند مردم نگاه
که ناگاه فرزندت آید تباه
وقلما یوجد قول من اقوال
اهل الطریق لا یستند الی
النصوص صراحة او اشارة
الحدیث علماء امتی
کانبیاء بنی اسرائیل

طبرانی نے حضرت جابر سے اور دیلمی نے
حضرت علی سے مرفوعًا اس طرح روایت
کیا ہے کہ تم زنا مت کرو تمہاری بیبیوں کی
لذت جاتی رہے گی (کیونکہ لذت
اشتیاق سے ہوتی ہے اور جب دوسری
جگہ اشتیاق ختم ہو گیا پھر لذت کہاں نیز
معصیت کی نحوست بھی اس نعمت کے
سلب کا سبب بنجاتی ہے) اور تم عفیف
رہو تمہاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی
فلاں خاندان والوں نے زنا کیا اونکی
عورتوں نے بھی زنا کیا **ف** مقصود
(زنا و عفت کے) اصل اثر کا بیان کرنا
ہے اگرچہ کسی مرض کے سبب اوسکا
ترتب نہو اور غالبًا یہ حدیث عارف
رومی و شیخ شیرازی کے اقوال (مذکورہ
حصہ عربی) کا ماخذ ہو گا اور حضرات
اہل طریق کے اقوال میں سے کوئی
قول کم پایا جاتا ہو گا جو نصوص کی طرف
صراحۃً یا اشارۃً مستند نہ ہوتا ہو۔
حدیث میری امت کے علماء
مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں ہمارے

قال شیخنا و من
قبله الدمیری و
الزرکشی انه لا اصل
له زاد بعضهم
ولا یعرف فی کتاب
معتبر **ف**
قلت لکن معناه
صحیح ثابت بحدیث
العلماء ورثة
الانبیاء فی المقاصد
فی هذا الحدیث احمد
وابوداؤد والترمذی
وآخرون عن ابی
الدرداء مرفوعاً
بزیادة ان الانبیاء
لم یورثوا دینارا ولا
درهما انما
ورثوا العلم صححه
ابن حبان والحاکم
وغیرهما وحسنه حمزة
الکنانی وضعفه غیرهم

شیخ نے کہا ہے اور ان کے قبل دمیری
اور زرکشی نے کہا ہے کہ اسکی کچھ اصل
نہیں بعض نے اتنا اور زیادہ کیا کہ یہ
حدیث کسی معتبر کتاب میں بھی معلوم
نہیں ہوئی **ف**۔ میں کہتا ہوں کہ
لیکن اس کا مضمون صحیح ہے
اور اس حدیث سے ثابت ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ علماء وارث ہیں انبیاء کے
مقاصد میں اس حدیث کے باب
میں کہا ہے کہ اسکو احمد وابوداؤد ۹۵
وترمذی نے اور دوسروں نے بھی
ابو الدرداء سے ان ہی الفاظ سے
مرفوعاً روایت کیا ہے مع اس زیادت
کے کہ انبیاء نے میراث میں نہ دینار
چھوڑا نہ درم چھوڑا صرف علم کو میراث
میں چھوڑا ہے اور اس حدیث کو
ابن حبان اور حاکم وغیرہما نے صحیح
کہا ہے اور حمزہ کنانی نے حسن
کہا ہے اور ان کے غیر نے ضعیف
کہا ہے بوجہ اس کے کہ اسکی سند میں

بالاضطراب فی سندہ
کلھن لہ شواھد یتقوی بھا
الحدیث الفقر
فخری وبہ افتخر
قال شیخنا ھو باطل
موضوع **ف** قلت ومع لکن
ورد فی فضل الفقراء
احادیث لا تحصی
وبالفضل یقع الفخر
فحدیث الفخر مدلول
التزامی لاحادیث الفضل ۹۷
الحدیث القلب بیت الرب
لیس لہ اصل فی المرفوع **قلت**
یعنی لفظا ففی المقاصد حرف
المیم فی تحقیق ما وسعنی سمائی
ولا ارضی ووسعنی قلب
عبدی المؤمن ما نصہ
وقد روی الطبرانی من حدیث
ابی عتبۃ الخولانی رفعہ
ان للہ آنیۃ من اھل الارض و
آنیۃ ربکم قلوب عبادہ الصالحین

اضطراب ہے لیکن اس کے شواہد
متعدد ہیں جن سے اسکو تقویت ہوجاتی
حدیث فقر میرا فخر ہے اور میں اسپر
فخر کرتا ہوں ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ
غیر ثابت اور موضوع ہے **ف** میں
کہتا ہوں لیکن فقر کی فضیلت میں
بیشمار حدیثیں وارد ہیں اور فضیلت
ہی کی چیزوں سے فخر ہوتا ہے پس یہ
فخر والی حدیث فضیلت والی حدیثوں
کی مدلول التزامی ہے (پس معنی بے اصل
نہ ہوئی)
حدیث قلب خانہ خدا ہے مرفوع
میں اسکی کوئی اصل نہیں میں کہتا ہوں
مطلب یہ ہے کہ لفظاً اسکی کوئی اصل
نہیں کیونکہ مقاصد کے حرف میم ما وسعنی
سمائی الخ کی تحقیق میں یہ مضمون ہے کہ طبرانی
نے ابو عتبہ خولانی سے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ اہل ارض میں اللہ تعالے
کے بہت ظروف ہیں اور تمہارے رب
کے ظروف اوس کے صالح بندوں کے
قلوب ہیں اور ان سب میں اسکو زیادہ محبوب وہ قلب ہے جو

(باقی آئندہ)

واجہا الیہ الیہما وارقہا وفی سندہ بقیۃ بن ولید وھو مدلس لکنہ صرح بالتحدیث ام **قلت** والآنیۃ والبیت متقاربان معنی ویقال فی کل الذکر والمحبۃ ونحوھما لان اللہ تعالی یجل عن ان یحل فی شیء **ف** وعلیہ یحمل ماوقع فی کلام بعض العشاق

پرتو حسنت نگنجد در زمین و آسمان
در حریم سینہ حیرانم کہ چون جا کردہ

ومثلہ ماسموا فیہ القلب بیت اللہ او عرش اللہ او ارض اللہ او محل التجلی لہ ومافی معناہ۔

الحدیث کاد الفقران یکون کفرا احمد بن منیع من طریق یزید الرقاشی عن الحسن او انس بہ مرفوعا وھو عند ابی نعیم فی الحلیۃ وابی مسلم الکشی فی سننہ وابی علی بن السکن فی مصنفہ والبیہقی فی الشعب وابن عدی فی الکامل من طریق یزید

جو سب میں زیادہ نرم اور رقیق ہوں اور اسکی
سند میں بقیہ بن ولید ہے جو مدلس ہے لیکن
اس نے حدثنی یا حدثنا صریحا کہا ہے (پس تدلیس
مضر نہیں) نیز میں کہتا ہوں کہ ظروف اور
خانہ دونوں معنی قریب قریب ہیں اور دونوں
میں ذکر یا محبت وغیرہ مقدر کیا جاویگا (یعنی بیت
محبۃ الرب و آنیۃ محبۃ العبد) کیونکہ اللہ
تعالی اس سے بالاتر ہے کہ وہ کسی شے میں
حلول فرماوے اور اسی پر محمول کیا جاویگا
بعض عشاق کا یہ قول سے پرتو حسنت الخ
یا اور کوئی قول جس میں اونہوں نے کہیں ۹۷
ارض اللہ کہیں محل تجلی کہیں اس کا ہم معنی
کہدیا ہے۔
حدیث. محتاجی قریب ہے کہ کفر ہوجاوے
اوسکو احمد بن منیع نے یزید رقاشی کے
طریق سے روایت کیا ہے اور انہوں نے
حسن سے یا انس سے مرفوعا اور یہ حدیث
ابونعیم کے حلیہ میں اور ابومسلم کشی کے
سنن میں اور ابوعلی بن سکن کے مصنف
میں اور بیہقی کے شعب میں اور ابوعدی
کے کامل میں (اوسی) یزید کے طریق سے

عن انس بلا شك
وسند ضعيف
وللنسائي وصححه ابن
حبان من جهة ابي الهيثم
عن ابي سعيد الخدري
مرفوعا انه كان صلى الله عليه وسلم
يقول اللهم اني
اعوذ بك من الكفر
والفقر فقال رجل
ويعتدلان قال
نعم وهذا اصحها ۹۸
وما قبله من المرفوع
ضعيف الاسناد
قلت فصح الحديث
معنى وهو اذا لم
يصبر الحريص
واعترض على ربه
وقلت لفظ
النسائي قال
صلى الله عليه
وسلم اعوذ بالله

حضرت انس سے مروی ہے بدون شک کے
(جیسے پہلے حسن کا بھی شک تھا) اور سند
ضعیف ہے اور نسائی کے یہاں ابن حبان
نے تصحیح بھی کی ہے اور ابوالہیثم کی جہت سے
اور ابو سعید خدری سے مرفوعاً اس طرح روایت
کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے اے اللہ میں
آپکی پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور فقر سے
ایک شخص نے کہا اور یہ دونوں برابر ہیں
فرمایا ہاں اور یہ سب روایتوں میں صحیح
ہے اور اس کے قبل جو مرفوع روایت
تھی وہ ضعیف الاسناد ہے میں کہتا
ہوں کہ وہ ضعیف حدیث بھی معنیً صحیح
ہوگئی اور یہ (فقر کا کفر کے قریب ہونا)
اسوقت ہے جب یہ شخص صبر و رضا
اختیار نہ کرے اور حق تعالیٰ پر اعتراض
کرے نیز میں کہتا ہوں کہ نسائی میں یہ لفظ
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں کفر اور دین
سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ
کیا آپ دین کو کفر کی برابر کرتے ہیں
فرمایا ہاں اور یہ بھی ماقبل کے قریب ہے

من الکفر والدین قال رجل یا رسول اللہ العدل الدین بالکفر قال نعم الحدیث وهو یقارب ما قبله فان الفقر یستتبع الدین عادة والدین یستتبع الکفر نصًا لما فیه من بعض خصال النفاق من خلف الوعد وغیرہ فثبت معنی

اعنی کاد الفقر الخ

اسلئے کہ فقر عادۃً دین کو مستلزم ہے اور دین (من وجہ) کفر کو نصًا مستلزم ہے کیونکہ اوس میں بعض خصال نفاق کے پائے جاتے ہیں جیسے وعدہ خلافی وغیرہ پس فقر کے کفر تک پہونچانے کا مضمون ثابت ہوگیا (اور یہی مضمون تہا کاد الفقر الخ کا)

الحدیث کنت کنزًا لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقًا فعرفتهم بی فعرفونی قال ابن تیمیة انه لیس من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعرف له سند صحیح ولا ضعیف وتبعه الزرکشی وشیخنا

حدیث میں ایک خزانہ تہا جسکو کوئی نہیں پہچانتا تہا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں سو میں نے مخلوق کو پیدا کیا اور
99 اونکو اپنی پہچان دی پہر اونہوں نے مجھکو پہچانا ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے اور نہ اسکی کوئی سند معلوم ہوئی نہ صحیح نہ ضعیف اور زرکشی اور ہمارے شیخ (بہی اس حکم میں) ابن تیمیہ کے تابع ہوئے

ف لیکن یہ مضمون صحیح ہے اور حدیث ان اللہ جمیل یحب الجمال سے مستنبط ہے جیسا کہ احقر نے اپنی بعض تالیفات میں بیان کیا ہے چنانچہ النکت الدقیقہ کے مضمون ہشتم میں بہی مذکور ہے۔

الحديث لبس الخرقة
الصوفية وكون الحسن البصري لبسها
من علي قال ابن دحية وابن الصلاح
انه باطل وكذا قال شيخنا
انه ليس في شيء من طرقها ما يثبت
ولم يرد في خبر صحيح ولا حسن
ولا ضعيف ان النبي صلى الله
عليه وسلم البس الخرقة على الصورة
المتعارفة بين الصوفية لاحد
من اصحابه ولا امر احدا من اصحابه
يفعل ذلك وكل ما يروى 100
في ذلك صريحا فباطل
ثم قال ولم يتفرد شيخنا
بهذا بل سبقه اليه جماعة
حتى من لبسها والبسها
كالدمياطي والذهبي
والهكاري وابي حيان
والعلائي ومغلطائي
والعراقي وابن الملقن
والابناسي والبرهان وابن
ناصر الدين الخ

حدیث۔ خرقہ صوفیہ کا پہننا اور حضرت
حسن بصری کا حضرت علی سے پہننا ابن
دحیہ اور ابن الصلاح نے کہا کہ بالکل ثابت
نہیں اور اسیطرح ہمارے شیخ نے کہا ہے
کہ اثبات خرقہ کے جتنے طریق ہیں انہیں
سے ایک بھی ثابت نہیں اور کسی خبر صحیح
یا حسن یا ضعیف میں وارد نہیں ہوا کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس صورۃ متعارفہ
بین الصوفیہ پر اپنے کسی صحابی کو خرقہ
پہنایا ہو اور نہ کسی صحابی کو یہ حکم دیا کہ وہ ایسا
کریں اور جو کچھ اس باب میں صریح روایتیں
آئی ہیں سب بے اصل ہیں (صریح کی قید سے مفہوم ہوا کہ
کلیات سے استنباط ہو سکتا ہے) پھر کہا ہے
کہ اس دعوے میں ہمارے شیخ ہی متفرد
نہیں۔ بلکہ اون سے پہلے بھی ایک جماعت
اِس طرف گئی ہے حتی کہ جن بزرگوں نے
پہنا ہے اور پہنایا ہے (وہ بھی اس کو
روایت سے ثابت نہیں فرماتے) جیسے
دمیاطی اور ذہبی اور ہکاری اور ابو حیان
اور علائی اور مغلطائی اور عراقی اور ابن
الملقن اور ابناسی اور برہان حلبی اور ابن ناصر الدین الخ

(باقی آئندہ)

ف لکنه مع ذلك مباح اذا
لم يعتقد السنية بل هو اسم صالح
مبني على المصالح كتعميم المحصلين
الفارغين من العلوم الدرسية
هو رسم بين اصحاب الدرس۔

الحديث۔ لسعت
حية الهوى كبدي
الى اخر البيتين
وانهما من الانشاد بين
يدي النبي صلى الله
عليه وسلم وقال
ابن تيمية ما اشتهر من
ان ابا محذورة انشد
بين يديه صلى الله
عليه وسلم وانه
تواجد حتى وقعت
البردة الشريفة
عن كتفه فتقاسمها
فقراء الصفة
وجعلوها رقعا
في ثيابهم فهو كذب

ف لیکن باوجود اس کے لبس خرقہ امر
مباح ہے جب اسکو مسنون نہ سمجھا جاوے
بلکہ وہ ایک رسم صالح ہے جو بہت سے
مصالح پر مبنی ہے جیسے فارغین علوم درسیہ
کو عمامہ باندھنا اہل مدارس میں ایک رسم ہوگئی ہے

حدیث قد لسعت حیۃ الہوی
کبدی دو شعروں کے ختم تک (اور
وہ دو شعر یہ ہیں ؎

قد لسعت حیۃ الہوی کبدی
فلا طبیب لہا ولا راقی
الا الحبیب الذی شغفت بہ
فعندہ رقیتی وتریاقی

اور یہ کہ یہ اشعار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
روبرو پڑھے گئے (اس کے متعلق)
ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ یہ جو مشہور ہے
کہ ابو محذورہ نے یہ اشعار حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھے
اور آپ نے وجد فرمایا حتی کہ آپکی چادر مبارک
آپ کے شانہ سے گرگئی اور اسکو فقراء
صفہ نے باہم تقسیم کرلیا اور اپنے کپڑوں
میں اوس کے پیوند لگالئے سو یہ قصہ

باتفاق اهل العلم بالحديث
وما روي في ذلك فموضوع
ف قلت وهو ايضا عند
علماء الصوفية امر مباح
في نفسه لاغراض
محمودة بشرائط
خاصة متقررة
عندهم مضبوطة
في مقالاتهم منها ان لا
يترتب عليه فساد لا
۱۰۲ ظاهر ولا باطن وهذا الكلام
في السماع والوجد والتواجد اما
تقاسم الخرقة للتبرك فهو كلبس
الخرقة الذي ذكر آنفا رسم ناش عن
اعتقاد البركة ولما كان تحصيل البركة
من الاغراض المحمودة لم يدخل هذا
التمزيق في الاسراف والاتلاف فعليك بالادب
والانصاف واياك والاعتراض والاعتساف
في امر الصوفية ولو لم يكونوا من الاسلاف

الحديث لولا
عباد الله ركع و

باتفاق محدثین غلط ہے اور جو کچھ اِس باب میں مروی ہے سب موضوع ہے **ف** میں کہتا ہوں کہ یہ بھی علماء صوفیہ کے نزدیک اغراض محمودہ کے لئے ایک امر فی نفسہ مباح ہے مگر خاص شرائط کے ساتھ جو اُنکے نزدیک مقرر ہیں اور ان کے کلمات میں منضبط ہیں انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اوسپر کوئی فساد ظاہری یا باطنی مرتب نہو یہ کلام تہا سماع اور وجد اور تواجد میں باقی خرقہ کا برکت کے لئے تقسیم کر لینا پس وہ لبس خرقہ کی طرح جس کا ذکر ابھی اوپر گذرا ہے ایک رسم ہے جو اعتقاد برکت سے ناشی ہے اور چونکہ برکت کا حاصل کرنا اغراض محمودہ سے ہے اسلئے یہ خرقہ کا پارہ پارہ کر دینا اسراف اور اتلاف میں داخل نہیں سو تم صوفیہ کے بارہ میں گو وہ متقدمین میں سے نہوں ادب اور انصاف کا لحاظ رکھنا اور اعتراض اور کجروی سے بچنا۔

حدیث اگر اللہ کے وہ بندے نہوتے (جو بڑھاپے سے) جُھک گئے ہیں اور

صبیۃ رضع وبھائم رتع
یصب علیکم البلاء
صبا الطیالسی والطبرانی
وابن منۃ وابن
عدی وآخرون
من حدیث مالك
ابن عبیدۃ وابن مسافع
الدیلمی عن ابیہ
عن جدہ وابو یعلی
من حدیث
ابی ھریرۃ
کلاھما بہ
مرفوعا **ف** دل
علی کون الدنی
نافعا للشریف
ومن ثم تری
اھل اللہ یرون
انفسھم اخس
من کل احد
حتی من البھائم
ویقاس النفع

دودھ پینے والے بچے نہ ہوتے اور
چرنے والے بہائم نہ ہوتے توتم لوگوں پر
(معاصی کی سزائیں) مینہ کی طرح عذاب
برستا روایت کیا اسکو طیالسی اور
طبرانی اور ابن منده اور ابن عدی اور
دوسرے محدثین نے مالک بن عبیده
ابن مسافع دیلمی کی روایت سے وه
روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے
اور وه ان کے دادا سے اور ابو یعلی
نے ابو ہریره کی حدیث سے دونوں
نے اسی لفظ سے مرفوعاً روایت کیا ۱۰۳
ہے **ف**. یہ حدیث اسپر دال ہے
کہ ادنی سے اشرف کو نفع پہونچ جاتا
ہے (چنانچہ بہائم تک سے آدمی کو
یہ نفع پہونچا کہ اون کی بدولت وه عذاب
سے محفوظ رہا) اور اسی وجہ سے
اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ وه اپنے کو
ہر شخص سے کمتر سمجھتے ہیں حتے کہ بہائم
سے بھی اور نفع دنیوی پر نفع دینی کا
قیاس ہوسکتا ہے (کہ وه بھی دنی سے
شریف کو بعض اوقات پہونچ جاتا ہی

انتفاع شریف بصحبت ارذال

الدینی علی النفع الدنیوی۔

الحدیث لو انکم توکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصاً وتروح بطاناً احمد والطیالسی فی مسندیھما والترمذی وابن ماجۃ من حدیث ابی تمیم الجیشانی عن عمر مرفوعاً و صححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم وللعسکری من جھۃ وھب بن منبہ قال سئل ابن عباس عن المتوکل فقال الذی یحرث ویبذر یبذرہ بین المدر ومن طریق معویۃ بن قرۃ قال لقی عمر بن الخطاب ۱۰۴

چنانچہ بکثرت مشاہد ہے)

حدیث۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے جیسا توکل کا حق ہے تو تم کو اللہ تعالیٰ اس طرح رزق دیتا جیسا کہ پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کو (گھونسلوں سے) بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر جاتے ہیں۔ روایت کیا اسکو احمد اور طیالسی نے اپنے مسندوں میں اور ترمذی۔ اور ابن ماجہ نے بھی ابو تمیم جیشانی کی روایت سے اور وہ حضرت عمرؓ سے اسی لفظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور تصحیح کی اسکی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور عسکری کی روایت وہب ابن منبہ کی جہت سے یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے متوکل کے بارہ میں پوچھا گیا کہ متوکل کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص کھیتی کرے اور مٹی میں اپنا تخم ڈالے (یعنی اسباب معاش کو اختیار کرے) اور معویہ بن قرہ کی طریق سے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اہل یمن کے

ناسا من اهل اليمن فقال ما انتم فقالوا متوكلون فقال كذبتم انتم متوكلون انما المتوكل رجل القى حبة فى الارض وتوكل على الله عز وجل **ف** دل على بركة التوكل وان ترك الاسباب ليس بشرط فى التوكل وفى الحديث الاول اشارة اليه لان الطير لا يخلو عن نوع كسب فان الخروج من الوكر لطلب الرزق نوع من الكسب وفى قول ابن عباس وعمر تصريح بذلك نعم ورد الاذن بترك الاسباب الظنية بشرائط خاصة فى نصوص اُخر

بعض لوگوں سے ملے فرمایا تم کون ہو کہنے لگے متوکل ہیں فرمایا تم (اس دعوی میں) جھوٹے ہو کہ تم متوکل ہو متوکل تو صرف وہ شخص ہے جو دانہ زمین میں ڈالے اور (ڈالکر) اللہ تعالی پر توکل کرے (اپنی تدبیر پر اعتماد نکرے) **ف** اس حدیث سے توکل کی برکت معلوم ہوئی (کہ پرندونکی طرح روزی کیسی آسانی سے ملے اسی کا گویا ترجمہ کیا ہے فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ نے۔

برتوکل گر بود فیروزیت
حق دہد مانند مرغاں روزیت

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ توکل میں ترک اسباب شرط نہیں اور حدیث اول میں اس طرف اشارہ بھی ہے اس لئے کہ پرندہ بھی ایک گونہ کسب سے خالی نہیں کیونکہ آشیانے سے طلب رزق کے لئے نکلنا ایک قسم کا کسب ہی ہے اور ابن عباس اور حضرت عمر رض کے قول میں تو اسکی تصریح ہے ہاں ترک اسباب ظنیہ کی بھی خاص شرائط کے ساتھ دوسری نصوص میں اجازت آئی ہے۔

اطلاق في السائل وتقديمه في الاعطاء

الحديث للسائل حق
وان جاء على فرس احمد
وابو داؤد عن الحسين
ابن علي به مرفوعا وسنده
جيد كما قال العراقي
وتبعه غيره وسكت
عليه ابو داؤد لكن
قال ابن عبد البر انه
ليس بالقوى اه ثم قال
وعن ابن عباس وعن
زيد بن اسلم رفعه ۱۰۲
مرسلا بلفظ اعطوا
السائل ولو جاء على فرس
اخرجه مالك في الموطا
هكذا ثم قال الدارقطني في
الافراد من جهة الحسن بن علي
الهاشمي عن الاعرج عن ابي هريرة
مرفوعا لا يمنعن احدكم
السائل ان يعطيه وان كان في
يده قلبان من ذهب وقال
تفرد به حسن عن الاعرج

حدیث سائل کے لئے حق ہے
اگرچہ گھوڑے ہی پر آیا ہو روایت کیا
اسکو احمد اور ابوداؤد نے حسین بن
علی ہاشمی سے مرفوعاً اور اسکی سند
جید ہے جیسا کہ عراقی نے کہا ہے اور
دوسروں نے بھی ان کا اتباع کیا ہے اور
ابوداؤد نے اسپر سکوت کیا ہے لیکن
ابن عبد البر نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی
نہیں ہے اسکے بعد (مقاصد میں) کہا ہے
کہ ابن عباس اور زید بن اسلم سے مروی ہے
جسکو مرسلاً مرفوع کیا ہے ان الفاظ سے
سائل کو دو اگرچہ گھوڑے پر آیا ہو اسکو
مالک نے موطا میں اسیطرح روایت کیا ہے
اسکے بعد (مقاصد میں) کہا ہے کہ دارقطنی
کے یہاں حسن بن علی ہاشمی کی جہت سے
اعرج سے اور وہ ابوہریرہ سے مرفوعاً
روایت کرتے ہیں یہ ہے۔ کہ تم میں کوئی
شخص سائل کے دینے سے انکار نہ کرے
اگرچہ اس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن
ہوں اور (دارقطنی نے) کہا ہے کہ اس
روایت میں حسن اعرج سے متفرد ہیں

وهو فی مسند الفردوس الخ
ثم اورده عن ابن النجار
بسنده عن ابی عبد الله
قال اعطانی عمر بن عبد العزيز
مالا اقسمه بالرقة فقلت
يا امير المومنين
انك تبعثنی الی قوم
لا اعرفهم وفيهم غنی وفقير
فقال يا هذا كل من
مد يده اليك فاعطه
ف وفی ظاهر الروايات
تائيد لما عليه بعض اهل
القلوب من اعطاء كل
من سألهم اعم من
ان يكون فقيرا او غنيا
ومنع الفقهاء من اعطاء
السائل الغنی لان سؤال
مثل هذا الرجل معصية
والاعطاء اعانة له علی
المعصية ويحملون الحديث
علی ما اذا اشتغل

اور یہ مسند الفردوس میں بھی ہے اسکے
بعد (مقاصد میں) ابن النجار سے اون کی
سند سے ابو عبد اللہ سے وارد کیا ہو
وہ کہتے ہیں کہ مجکو عمر بن عبد العزیز نے
کچھ مال دیا کہ میں اوسکو مقام رقہ میں
تقسیم کردوں میں نے عرض کیا یا امیر المومنین
آپ مجکو ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں
کہ میں پہچانتا نہیں اور ان میں غنی بھی
ہیں اور فقیر بھی ہیں (تو میں تقسیم کے وقت
کیسے امتیاز کروں گا؟) اونہوں نے
107 فرمایا ارے بھائی جو شخص تیری طرف
ہاتہ پسارے تو اوسکو دیدے۔
ف ان روایات کے ظاہر الفاظ
میں تائید ہے بعض اہل دل کے اوس
معمول کی کہ وہ ہر اوس شخص کو دیدیتے
ہیں جو اون سے مانگے خواہ محتاج ہو یا
غنی ہو اور فقہاء نے سائل غنی کے دینے
سے منع کیا ہے کیونکہ ایسے شخص کا سوال
کرنا معصیت ہے اور یہ دنیا اوس کی
اعانت کرنا ہے معصیت پر۔ اور وہ
حدیث کو اوس حالت پر محمول کرتے ہیں

الفرس وغيره بحاجته الاصلية
ويمكن للموسع الاعتذار
منه بان قصد المعطي ليس
اعانة على المعصية
وانما قصده انجاح مأموله
وان لزم منه المعصية
تسببا واللازم ليس كالملتزم
وبالجملة فالمسئلة
فيها مساغ للاجتهاد
فليس لاحد ان يلوم احدا
الحديث ماء زمزم لما ۱۰۸
شرب له ابن ماجه من
حديث عبد الله بن المؤمل
انه سمع ابا الزبير يقول
سمعت جابرا يقول سمعت
رسول الله صلى الله عليه
وسلم فذكره وسنده
ضعيف (رشد سد
بروايات فيه ثم
قال) واحسن من هذا
كله ما اخرجه

حدیث ماء زمزم لما شرب له

کہ گھوڑا وغیرہ اوسکی حاجت اصلی میں مشغول ہو
اور جو شخص اسمیں توسع کرتا ہے وہ اس دلیل
سے یہ عذر کرسکتا ہے کہ دینے والے کا
قصد تو اعانت علی المعصیۃ کا نہیں ہے
اوس کا قصد صرف اوس کی حاجت کا
پورا کرنا ہے اگرچہ اوس سے بطور تسبب
کے معصیت لازم آجاوے اور لازم کا
حکم ملتزم کا سا نہیں ہوتا بہر حال مسئلہ میں
گنجائش اجتہاد کی ہے سو کسیکو یہ حق
نہیں کہ دوسرے کو ملامت کرے۔
حدیث آب زمزم اوسی چیز کے
لئے نافع ہے جس کے لئے پیا جاوے
روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے عبد اللہ بن
المؤمل کی روایت سے کہ انہوں نے
ابو الزبیر سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے
حضرت جابر سے سنا وہ کہتے تھے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا پھر اس حدیث کا ذکر کیا اور اسکی
سند ضعیف ہے (پھر چند روایات
اس باب میں ذکر کرکے کہا) اور ان
سب سے احسن وہ حدیث ہے جس کو

الفاکہی من روایۃ ابن اسحٰق حدثنی	فاکہی نے ابن اسحٰق کی روایت سے ذکر
یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن	کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد
الزبیر عن ابیہ قال لما حج	ابن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے باپ سے
معاویۃ فحججنا معہ فلما طاف	حدیث بیان کی کہ حضرت معاویہ نے
بالبیت صلی عند المقام	حج کیا اور اون کے ساتھ ہم نے بھی
رکعتین ثم مر بزمزم	حج کیا سو جب بیت اللہ کا طواف
وھو خارج الی الصفا	کر چکے تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت
فقال انزع لی منھا	پڑھی پھر صفا کی طرف جاتے ہوئے زمزم کے
دلوا یا غلام قال	پاس گذرے اور فرمایا کہ اے لڑکے میرے لئے
فنزع لہ منہ دلوا	اسمیں سے ایک ڈول نکال اونھوں نے
فاتی بہ فشرب	ایک ڈول نکالا اور وہ حضرت معاویہ کے
وصب علی وجھہ	پاس لائے اونھوں نے پیا بھی اور اپنے
وراسہ وھو یقول زمزم	چہرہ اور سر پر ڈالا بھی اور یہ کہتے جاتے
شفاء وھی لما شرب	تھے کہ زمزم شفا ہے اور وہ اسی چیز کو نافع
بل قال شیخنا انہ	ہے جس کے لئے بھی پیا جاوے۔ بلکہ
حسن مع کونہ موقوفا	ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ حدیث باوجود
(وقال قبلہ فی بعض	موقوف ہونے کے حسن ہے (اور اس کے
الروایات) لکن مثلہ	قبل ایک روایۃ موقوفہ کے متعلق کہا ہے
لا یقال بالرای (ثم قال)	کہ) لیکن ایسی بات رائے سے نہیں کہی
ومرتبۃ ھذا الحدیث	جاتی (پھر کہا ہے) اور مرتبہ اس حدیث
باجتماع ھذہ الطرق	کا یہ ہے کہ ان طرق کے جمع ہو جانیسے

۱۰۹

يصلح للاحتجاج به وقد جرّبه
جماعة من الكبار **ف**
التبرك بماء زمزم كالمجمع
عليه للقوم والحامل لهم عليه
مع هذه الروايات الحب لله
والشعائرة من البلد الحرام والبيت
الحرام ولاصفيائه من سيدنا
اسمعيل وسيدتنا
هاجرة عليهما السلام
الحديث ما رأه المسلمون
حسنا فهو عند الله حسن ۱۱۰
احمد في كتاب السنة و
وهم من عزاه للمسند
من حديث ابي وائل
عن ابن مسعود قال ان
الله نظر في قلوب
العباد فاختار
محمدا صلى الله
عليه وآله وسلم
فبعثه برسالته ثم
نظر في قلوب العباد فاختار

وہ احتجاج کے قابل ہوسکتی ہے اور اس کا
تجربہ اکابر کی ایک (بڑی) جماعت نے
کیا ہے **ف** آب زمزم سے برکت
حاصل کرنا صوفیہ میں مثل امر اجماعی کے
ہے اور ان کے لئے داعی اس کا ان
روایات کے ساتھ حق تعالی کی محبت ہے
اور اس کے شعائر کی یعنی مکہ کی اور بیت اللہ
کی اور اوس کے مقبولین کی محبت یعنی
حضرت اسمعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کی
حدیث جس چیز کو مسلمان اچھا
سمجھیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک اچھی
ہے روایت کیا اسکو احمد نے کتاب السنۃ
میں اور جس نے اوسکو مسند کی طرف منسوب
کیا اس نے غلطی کی (اور یہ روایت)
ابی وائل کی حدیث سے (ہے) وہ ابن
مسعود سے روایت کرتے ہیں انہوں نے
فرمایا کہ اللہ تعالی نے (اپنے) بندوں کے
قلوب میں نظر فرمائی سو محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو منتخب فرمایا اور آپکو رسالت
کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر بندوں کے
قلوب میں نظر فرمائی سو آپ کے لئے

له اصحابا فجعلهم انصار دينه
ووزراء نبيه فما راٰه المسلمون
حسنا فهو عند الله حسن
وما راٰه المسلمون
قبيحا فهو عند الله
قبيح وهو موقوف
حسن وكذا اخرجه
البزار والطيالسي
والطبراني وابو نعيم
في ترجمة ابن مسعود
من الحلية بل هو
عند البيهقي في الاعتقاد
من وجه آخر عن
ابن مسعود. ف الحديث
كالنص في تفسير المسلمين بالاصحاب
ثم ان حمل على الاستغراق
اختص بالاجماع وان حمل على
الجنس يتقيد بالاجتهاد
للدلائل فيفيد حجية القياس
فان قيل ان
حجية القياس

اصحاب کو منتخب فرمایا اور اونکو اپنے
دین کا مددگار اور اپنے نبی کا وزیر بنایا
پس جس چیز کو (یہ) مسلمان (یعنی صحابہ)
اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
اچھی ہے اور جس چیز کو (یہ) مسلمان
بری سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے
اور یہ حدیث موقوف اور حسن ہے
اور اسیطرح اوسکو بزار اور طیالسی اور
طبرانی اور ابونعیم نے حلیہ میں ابن مسعود
کے ترجمہ میں روایت کیا ہے۔ بلکہ یہ
حدیث بیہقی کے نزدیک اعتقاد میں
دوسرے طریق سے بھی ابن مسعود سے
مروی ہے ف یہ حدیث تقریباً
اس میں نص ہے کہ مراد مسلمین سے
حدیث میں اصحاب ہیں پھر سب صحابہ
مراد لئے جاویں تو حدیث خاص ہوگی
اجماع کے ساتھ اور اگر مطلق صحابہ مراد
لئے جاویں تو دوسرے دلائل سے
اوسمیں اجتہاد کی بھی قید ہوگی پس حدیث
قیاس کے حجت ہونیکو مفید ہوگی اگر
اسپر یہ سوال کیا جاوے کہ قیاس کا حجت

لا يختص بالصحابة فما الوجه فى هذا التخصيص قلنا التخصيص من حيث ان رايهم مقدم على راى غيرهم من القايسين وهذا الوجه يتمشى على قول ابى حنيفة رح ان تقليد الصحابى واجب ولما اتضح معنى الحديث سقط احتجاج الغلاة به فى بدعاتهم ورسومهم۔

112 **الحديث** مسح العينين
بباطن انملتى السبابتين بعد تقبيلهما عن سماع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله مع قوله اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا قلت اور صاحب المقاصد فى الباب عدة اقسام من الروايات

ہونا صحابہ کے ساتھ خاص نہیں پھر اس تخصیص کی کیا وجہ ہم جواب دیں گے کہ تخصیص اس اعتبار سے ہے کہ انکی رائے دوسرے مجتہدین کی رائے پر مقدم ہے اور یہ وجہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر چلتی ہے کہ صحابہ کی تقلید (مجتہد پر بھی) واجب ہے اور جب حدیث کے معنی واضح ہو گئے تو بدعات اور رسوم (کے استحسان) میں اہل غلو کا اس حدیث سے استدلال کرنا باطل ہو گیا۔

حدیث جب موذن اذان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے اوسکو سنکر زبان سے یہ کہے اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبینا۔ اور شہادت کی دونوں انگلیوں کے پوروں کے اندرونی حصہ کو چوم کر دونوں آنکھوں پر پھیرلے میں (اس کے متعلق) کہتا ہوں کہ صاحب مقاصد اس باب میں کئی قسم کی روایات لائے ہیں

(باقی آئندہ)

المرفوع من حديث ابی بکر
الصديق رضؓ عن الديلمی ثم
قال لا يصح وقال ايضًا ولا يصح
فی المرفوع من کل هذا
الشئ والمنقول عن الخضر
عليہ السلام عن کتاب
موجبات الرحمة وعزائم
المغفرة لابی العباس
احمد بن ابی بکر الرداد
اليمانی المتصوف بسند فيہ مجاهيل
مع انقطاع (فلم يصح) والموقوف
علی الحسن عن الفقيہ محمد بن سعيد
الخولانی بسندہ والمنقول عن
المشائخ کمحمد بن البابا والمجد
احد القدماء من المصريين
وبعض شيوخ العراق او العجم
وابن صالح ومحمد بن ابی
نصر البخاری اقوالهم
وورد فی فضلہ فی الاول
فقد حلت عليہ
شفاعتی وفی سائرها

ایک مرفوع دیلمی سے وہ ابوبکر صدیق کی
حدیث ہے اوسکو ذکر کرکے کہا ہے کہ
یہ صحیح نہیں اور (علی الاطلاق) یہ بھی کہا ہے
کہ مرفوع کے باب میں ان روایات کے
متعلق کوئی روایت بھی صحیح نہیں دوسری
قسم جو خضر علیہ السلام سے منقول ہے
ابوالعباس احمد بن ابی بکر ردادیمانی صوفی
کی کتاب موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ
سے ایسی سند سے جسمیں بہت سے
مجہول راوی ہیں اور اسکی ساتھ انقطاع
بھی ہے (پس یہ بھی صحیح نہ ہوئی) تیسری ١١٣
قسم جو حضرت حسن پر موقوف ہے فقیہ
محمد بن سعید خولانی سے اونکی سند کے
ساتھ چوتھی قسم جو مشائخ سے خود اون کے
اقوال منقول ہیں جیسے محمد بن بابا اور
مجد جو ایک قدیم مصری ہیں اور بعض شیوخ
عراق یا عجم کے اور ابن صالح۔ اور
محمد بن ابی نصر بخاری (یہ چار قسمیں تھیں
انمیں سے) قسم اول (یعنی مرفوع) میں تو
اس عمل کی فضیلت میں یہ وارد ہوا ہے
کہ میری شفاعت اوس کے لئے ثابت

حفظ العین عن الرمد والعمی
ودفع الالم عنہا ہذا ملخص
ما فی المقاصد اما حکم ہذا
العمل فظاہر وہو انہ
ان فعل باعتقاد الثواب الذی
لم یثبت دلیلہ کان بدعۃ
وزیادۃ فی الدین واکثر
من یفعلہ فی زماننا
اعتقادہم کذلک فلا شک
فی کونہ بدعۃ وان
فعل بنیۃ الصحۃ ۱۱۴
البدنیۃ فہو
نوع من الطب فیجوز
فی نفسہ لکن
لو افضی الی ایہام
القربۃ کما
ہو المظنون من
العوام فی ہذا
الزمان یمنع
منہ مطلقاً
الحدیث من اہدیت لہ

ہو گی اور باقی روایات میں صرف یہ ہے
کہ اوسکی آنکھیں آشوب اور کوری سے
محفوظ رہیں گی اور اگر درد ہو تو جاتا رہیگا
یہ خلاصہ ہے مقاصد کے مضمون کا باقی
رہا اس کا حکم سو (قواعد شرعیہ سے) ظاہر
ہے وہ یہ کہ اگر یہ عمل باعتقاد ثواب (اور
دین کا کام سمجھکر) کیا جاوے جسکی کوئی
دلیل ثابت نہیں ہوئی تو بدعت اور زیادت
فی الدین ہے (کیونکہ غیر دین کو دین سمجھنے کا یہی
حکم ہے) اور اس زمانہ میں جو لوگ یہ عمل
کرتے ہیں انہیں اکثر کا (عام طور سے) یہی اعتقاد
ہے۔ سو اس کے بدعت ہونے میں کوئی
شک نہیں اور اگر صحت بدنیہ (یعنی حفاظت
چشم) کی نیت سے کیا جاوے۔ وہ ایک
قسم کی طبی تدبیر ہے سو وہ فی نفسہ جائز ہے
(کیونکہ یہ اعتقاد فاسد نہیں) لیکن اگر یہ
سبب ہو جاوے ایہام قربت کا جیسا
عوام زمانہ سے یہی احتمال غالب ہے
تو اس سے مطلقاً (بطور انتظام واجب
کے) منع کیا جاوے گا
حدیث۔ جسکو کوئی ہدیہ دیا جاوے

هدية وعنده قوم فهم شركاء
فيها عبد بن حميد في
مسنده وعبد الرزاق
والطبراني وابونعيم في الحلية
عن ابن عباس و الطبراني
فقط وكذا اسحٰق بن
راهويه وابوبكر الشافعي
في الغيلانيات من حديث
الحسن بن علي والعقيلي
من حديث عائشة كلهم
مرفوعًا فقال العقيلي
انه لا يصح في هذا الباب
عن النبي صلى الله عليه وسلم
شئ وكذا قال البخاري
عقب ايراده له تعليقًا
فقال ويذكر عن ابن
عباس ان جلساءه
شركاءه انه لم يصح انتهى
ولكن هذه العبارة
عن مثله لا يقتضي
البطلان بخلافها

اور اسکے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوں وہ سب
اس میں شریک ہیں روایت کیا اسکو
عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور عبد الرزاق
اور طبرانی نے بھی اور ابونعیم نے حلیہ
میں ابن عباس اور منقیں سے صرف
طبرانی نے اور ایسے ہی اسحٰق بن راہویہ
نے اور ابوبکر شافعی نے غیلانیات
میں حسن بن علی کی حدیث سے اور
عقیلی نے حضرت عائشہ کی حدیث
سے ان سب نے اسی لفظ سے مرفوعًا
115 اور عقیلی کہتے ہیں کہ اس باب میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث
صحت کو نہیں پہونچی اور ایسا ہی بخاری
نے اس حدیث کو تعلیقًا لاکر کہا ہے
یعنی اس طرح کہا ہے کہ ابن عباس سے
ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے ہم مجلس اسکے
شریک ہوں گے (سو) یہ صحت کو نہیں
پہونچا اھ لیکن یہ عبارت (لم یصح) بخاری
جیسے شخص سے حدیث کے بے اصل ہونیکو
مقتضی نہیں (کیونکہ ان کے یہاں صحت
کی سخت شرطیں ہیں) بخلاف اس کے

من العقیلی وعلی کل حال
نعم قال شیخنا ان
الموقوف اصح۔
ف قلت معنی الحدیث
اذا کان قصد المھدی تشریک
القوم فی الھدیۃ کما ھو
الغالب فی ما یؤکل
ولیشرب ومع ذلک فقد وضعہا
بین یدی شیخ المجلس
ادبا ویعلم ذلک بالقرائن
۱۱۶ اما اذا کان قصدہ
الاھداء الی معین کما ھو الغالب
فی نحو الثیاب والنقد
فلا وجہ لشرکۃ غیرہ معہ فان
الملک من احکام التملیک
فاذا کان التملیک خاصا
کان الملک خاصا فافہم نعم
لو فرقہا علی اھل المجلس جمیعہم
کان اقرب الی المروۃ وآداب الصحبۃ کما
ھو المعتاد للقوم فی اکثر
الاحوال الا لمقتض قوی۔

کہ عقیلی (لم یصح) کہیں (کہ وہ مقتضی بے اصل
ہونیکو ہوگا) اور بہرحال ہمارے شیخ نے
کہا ہے کہ حدیث موقوف زیادہ صحیح ہے۔
ف میں کہتا ہوں کہ حدیث کا یہ مضمون
اوس صورت میں ہے جبکہ ہدیہ دینے والے کا
مقصود سب لوگوں کے شریک کرنے کا
ہو جیسا کہانے پینے کی چیزوں میں غالب ہے
لیکن باوجود اس کے وہ ہدیہ ادب
کی وجہ سے صدر مجلس کے سامنے رکہدیا او
یہ امر قرائن سے معلوم ہوجاتا ہے باقی جب اوس کا
مقصود خاص ہی شخص کے دینے کا ہو جیسے نقد و پارچہ
وغیرہ میں غالب ہے اسوقت دوسروں کے شریک
کرنیکی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ملک احکام
تملیک سے ہے جب تملیک خاص ہوگی ملک
بہی خاص ہوگی خوب سمجہ لو البتہ اگر اس
صورت میں بہی سب اہل مجلس پر تقسیم
کرد ے تو یہ مروت اور حقوق صحبت سے
زیادہ قریب ہے جیسا کہ ان بزرگونکی
اکثر احوال میں یہی عادت ہے بجز اس صورت
کے کہ کوئی امر قوی اس کے خلاف
کو مقتضی ہو۔

(باقی آیندہ)

الحدیث من ابتلی
ببلیتین فلیختر
اسهلهما یستانس له
بقول عائشةؓ
ما خیر النبی صلی اللہ
علیه وسلم بین
امرین الا اختار ایسرهما
ما لم یکن اثما
(وهذا حدیث
معروف) ف وهذا
داب المربین
المحققین لاسیما
فی التربیة یراعون
حال الطالب
ویسهلون
علیه الخطب
کیلا یشق علیه
الطریق۔
الحدیث من
تشبع بما لم یعط
فهو کلابس

حدیث۔ جو شخص دو بلاؤں میں مبتلا
ہو جاوے اوسکو چاہیئے کہ دونوں
میں جو سہل ہو اوسکو اختیار کرے
(یہ الفاظ حدیث کے نہیں۔ لیکن
مضمون حدیث کے موافق ہے
چنانچہ) اس مضمون کے لئے حضرت
عائشہؓ کے قول سے مناسبت
نکال سکتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امر میں
اختیار دیا گیا ہو۔ مگر ہمیشہ آپ نے
117 آسان ہی صورت کو اختیار فرمایا
اور یہ حدیث معروف ہے (اور مناسبت
ظاہر ہے) ف اور یہی طریقہ ہے
محققین اہل تربیت کا خصوصاً تربیت
میں کہ اس میں طالب کی حالت کی
رعایت کرتے ہیں اور دشوار کام
کو اوسپر سہل کر دیتے ہیں تاکہ طریق
اوسپر دشوار نہ ہو۔
حدیث۔ جو شخص ایسی چیز کے
ہونے کو جتلاوے جو اوسکو
عطا نہیں کی گئی (خواہ مال ہو یا کمال ہو)

ثوبی زور متفق علیہ

ف اکمل العاملین

بهذا الحدیث — التبری فی التورع عن الدعوی

هم المشائخ حیث

یتوقون الدعوے

ولوا یهاما ویقون

اصحابہم۔

الحدیث من حمل سلعتہ

فقد بریٔ من الکبر

القضاعی والدیلمی

۱۱۸ فی مسندیهما من

حدیث سفیان عن

محمد بن المنکدر عن جابر بہ

مرفوعًا **ف** وهو اوضح مأخذ — علاج الکبر

لامثال ما یعالج بہ

المشائخ مریدیہ فی الکبر

الحدیث من دعا علی

من ظلمہ فقد انتصر الترمذی

وابو یعلی وغیرهما

من حدیث ابراهیم عن

الاسود عن عائشۃ بہ مرفوعا

وہ شخص ایسا ہے جیسے تمام لباس جھوٹ کا

پہن لیا۔ روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے

ف سب سے زیادہ عمل کرنے والے

اس حدیث کے مشائخ ہیں کہ دعوے

کے ایہام تک سے خود بھی بچتے ہیں اور

اپنے متعلقین کو بھی بچاتے ہیں (اور اوس

ایہام تک دوسروں کی نظر بھی نہیں جاتی +

حدیث۔ جو شخص اپنا اسباب اٹھا کر

خود لے آوے وہ کبر سے بری ہوگیا۔ اسکو

قضاعی اور دیلمی نے اپنی سندوں میں

سفیان کی روایت سے ذکر کیا ہے اونہوں

نے محمد بن المنکدر سے اونہوں نے جابر سے

مرفوعًا روایت کیا ہے **ف** یہ حدیث

واضح تر ماخذ ہے ایسے علاجوں کا جنکو

مشائخ اپنے مریدوں کے لئے کبر کے

متعلق تجویز کرتے ہیں +

حدیث۔ جو شخص ایسے شخص پر جس نے

اوسپر ظلم کیا ہو بددعا کرے اوس نے اپنا بدلہ

لے لیا۔ روایت کیا اسکو ترمذی وابویعلی

وغیرہما نے ابراہیم کی روایت سے وہ اسود

سے اور وہ عائشہ رضی سے مرفوعًا روایت

ف وکما ان هذا الحديث
عما دما عليه اکثر اهل
الطريق من العفو عن
من ظلمهم وهو ظاهر کذلک
هو مستند لما عليه بعضهم من
الدعاء عليه بشئ هين من المکروه
کيلا يلحقه ضرر اشد لو صبروا
فالصابر منهم وغير الصابر
کلاهما يقصدون
الرحمة به لکن اللون
مختلف۔

الحديث من رفع کتابا
عن الطريق الدارقطني
في الافراد من حديث
سليمان بن الربيع عن همام
ابن يحيي عن عمرو بن عبد الله
ابن ابي خثعم عن يحيي
ابن ابي کثير عن ابي امامة
عن ابي هريرة به مرفوعا
ولابي الشيخ عن انس
رفعه من رفع

کرتے ہیں۔ **ف**۔ اور جس طرح یہ حدیث
اوس عادت کی بنا ہے جسپر اکثر اہل طریق
ہیں کہ ظلم کرنے والیکو معاف کردیتے ہیں۔
اسیطرح اوس عادت کی بھی سند ہے جسپر
بعض اہل طریق ہیں کہ کچھ خفیف ضرر کی بد دعا
کردیتے ہیں تاکہ صبر کرنے کی وجہ سے
اسکو کوئی بڑا ضرر لاحق نہ ہوجاوے پس حال
صابر اور غیر صابر دونوں کا قصد
یہی ہے کہ ظالم کے ساتھ
رحمت کا برتاؤ ہو۔ لیکن رنگ رحمت کا
مختلف ہے ٭

119 **حدیث**۔ جو شخص کوئی لکھا ہوا کاغذ
رستہ سے اوٹھالے روایت کیا اسکو
دارقطنی نے افراد میں سلیمان بن ربیع
کی روایت سے اونہوں نے ہمام بن
یحیٰی سے اونہوں نے عمرو بن عبد اللہ بن
ابی خثعم سے اونہوں نے یحیٰی بن کثیر سے
اونہوں نے ابوامامہ سے اونہوں نے
حضرت ابوہریرہ سے اسی لفظ سے مرفوعاً
اور ابوالشیخ کی روایت حضرت انس سے
جسکو مرفوع کیا ہے یہ ہے کہ جس شخص نے

قرطاس من الارض	زمین سے کوئی کاغذ اوٹھا لیا جس میں
فیه بسم اللہ	بسم اللہ تھی ادب وتعظیم کے سبب وہ صدیقین
اجلالا کتب	سے لکھا جاوے گا۔ ف۔ اور اسی پر
من الصدیقین	عمل ہے اہل ادب کا جہاں تک اونکے
ف وعلیه	بس میں ہے اور اونہیں جو اہل درایت
عمل المتادبین	ہیں اونہوں نے اس حکم کو ایسے کاغذات
فتدر استطاعتهم	کی طرف بھی متعدی کیا ہے جن میں حروف
وعدی اهل	ہوں جو مادہ ہے اذکار کا گو ہیئت
الدرایة منهم	نہ ہو (یعنی بسم اللہ وغیرہ لکھی ہوئی نہ ہو اور
هذا الحکم	کوئی عبارت ہو۔ مگر اوس عبارت کے
الی ما فیه	حروف تو وہی ہیں جن سے اسمار الٰہیہ ۱۲۰
مادة الاذکار	وکلام الٰہی مرکب ہے) پھر اوس سے
من الحروف	آگے متعدی کیا اون حروف کے محل یعنے
بدون الهیئة	سادہ کاغذ تک (اگرچہ اوسمیں کچھ لکھا
ثم منه الی محل	نہ ہو) مگر ان سب مراتب میں تفاوت
هذه المادة	ہے (یعنی جسپر بسم اللہ وغیرہ لکھی ہو اوسکا
من الکاغذ	سب سے زیادہ ادب ہے پھر اوس کا جس میں
الساذج تتفاوت	کوئی دوسری عبارت لکھی ہو پھر خالی
المراتب۔	کاغذ کا)؛
الحدیث من سلک	حدیث۔ جو شخص تہمت (و شبہ) کے
مسالك التهم اتهم	رستوں میں چلیگا اوسکو تہمت لگائی جائیگی

Margin note: رفع الکاغذ عن الطریق

(باقی آئندہ)

الخرائطی فی المکارم
من حدیث عمرؓ من
قولہ لکن بلفظ من
اقام نفسہ مقام
التھمۃ فلا یلومن
من اساء الظن
بہ قلت روی فی
کنوز الحقائق عن
تاریخ البخاری اتقوا
مواضع التھم ف
فیہ النکیر علی من
یدعی الطریق ویجترأ
علی افعال خالفت
الشریعۃ ظاھرا او حقیقۃ
ویسمی نفسہ بالملامتی
ویتثبت ببعض من
سبق ولا یدری ان
غیر المعذور لیس
کالمعذور ونتوان ذلک
الزمان کان زمان
الشرع فلا یتعدی

اوسکو خرائطی نے مکارم میں حضرت
عمرؓ کی روایت سے خود اون کا
قول کرکے نقل کیا ہے لیکن اوس کے
الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کو
تہمت کے مقام پر قایم کرے گا
سو یہ شخص اوسکو ملامت نہ کرے جو
اسپر بدگمانی کرے۔ میں کہتا ہوں
کنز الحقائق میں تاریخ بخاری سے
روایت کیا ہے کہ تہمت کے موقعوں سے
بچو ف اس میں اوس شخص پر نکیر ہے
جو طریقت کا مدعی ہوکر ایسے افعال پر
جرأت کرے جو ظاہراً یا حقیقۃً شریعت
کے خلاف ہوں اور اپنے کو ملامتی کہے
اور بعضے بزرگان پیشین کی سند پکڑے
اور یہ نہیں سمجھتا کہ غیر معذور کا حال معذور
جیسا نہیں (یعنی اون بزرگوں کو کچھ
عذر تھا اور اس شخص کو کوئی عذر نہیں) پھر وہ
زمانہ شرع کا تھا اسلئے اپنے فعل کا ضرر
دوسروں تک نہ پہونچتا تھا دو وجہ سے
ایک یہ کہ عام لوگ بھی اس فعل کو برا سمجھکر
اسکو تعمیل نہ کرتے تھے دوسرے یہ کہ اپنے

۱۲۱

ضرر هذا الصنيع الى
غيره وزماننا
هذا زمان الخلاعة
فيلجأ كل متبع للهوى
الى صنيع هذا الملامتي
ويفسد عليه دينه وايضا لم
يكن ذلك المقيس
عليه مقتدى زمانه
وربما يكون هذا المقلد
مقتدى وقته
فيفسد دين العوام ۱۲۲
الحديث من سمع
سمع الله به ومن
راءى راءى الله به
متفق عليه
ف نص في ذم
حب الشهرة
والرياء ويوجد
تارة بقصد رؤية
الناس وتارة
بقصد بلوغ

ذم الریاء والشہرۃ

شرعی کے خوف سے کسی کی ہمت اوس کے
ارتکاب کی نہ ہوتی تھی) اور ہمارا زمانہ
آزادی کا ہے پس ہر نفس پرست شخص
اس ملامتی کے اس فعل کی پناہ لیکر اوس
فعل کو کرنے لگیگا اور اوس کا دین
خراب ہوگا نیز جس بزرگ پر اپنے کو
قیاس کرتے ہو وہ بزرگ اپنے زمانہ میں
مقتدا نہ تھے (کیونکہ ایسے شخص کو کوئی
مقتدا نہ سمجھتا تھا) اور یہ نقال اکثر اپنے
وقت کا مقتدا ہوتا ہے اس سے
عوام کا دین تباہ ہوتا ہے
حدیث۔ جو شخص (اپنے اعمال خیر کو)
سنانا چاہے گا اللہ تعالی (دنیا میں
یا آخرت میں) اوس (کے عیوب) کو
سناویگا اور جو شخص (اپنے اعمال خیر کو)
دکھلانا چاہیگا اللہ تعالی (دنیا میں یا
آخرت میں) اوس (کے عیوب) کو
دکھلاوے گا روایت کیا اسکو بخاری
ومسلم نے **ف** یہ حدیث صریح ہے
حب جاہ وریا کی مذمت میں اور اسکا
تحقق کبھی اس طور سے ہوتا ہے کہ یہ

الخبر ان
الناس
والحديث
يشملهما
وهو من
امهات
مسائل الفن

الحديث من
عبد الله بجهل
كان ما يفسد
اكثر مما يصلح قيل
انه من كلام ضرار
ابن الازور الصحابي
وللديلمي من حديث واثلة
ابن الاسقع مرفوعًا
المتعبد بغير فقه كالحمار
في الطاحونة **ف**
والحديث ينعى على
المتصوف
الجاهل
بالحدود الشرعي

شخص اس کا قصد کرتا ہے کہ لوگ دیکھیں
اور کبھی اس طور سے ہوتا ہے کہ یہ
شخص اس کا قصد کرتا ہے کہ لوگونکو
خبر پہونچ جاوے (اور وہ سن لیں)
اور حدیث دونوں کو شامل ہے
اور یہ فن طریقت کے امہات
مسائل سے ہے۔

حدیث جو شخص جہل کے ساتھ
اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو وہ جتنا دین
کو بگاڑے گا وہ اوس سے زیادہ ہوگا
۱۲۳ جتنا سنواریگا (گویا اسیکا ترجمہ ہے
خیالات نادان خلوت نشین۔
بہم بر زند عاقبت کفر و دین۔)
بعض نے کہا کہ یہ حضرت ضرار بن ازور
صحابی کے کلام سے ہے اور دیلمی
کے نزدیک واثلہ بن الاسقع کی روایت
سے مرفوعًا اس طرح ہے کہ عبادت
کرنے والا بدون علم کے ایسا ہے
جیسا گدھا چکی میں۔

ف اور یہ حدیث اوس صوفی کی
بدحالی ظاہر کر رہی ہے جو حدود شرع سے

ویزید تعبا
اذا ذم العلم
اہلہ ویعد نفسہ
ممن لم یکتسب
الشرائع من
حلق المدارس
ممن مضی ولا یدری
ان تحصیل
الشرائع لہ
طرق واصل
الطریق الصحبۃ ۱۲۴
فلا یلزم من نفی
الدرس نفی العلم
وہذا الجاہل
لم یتدرس لم
یصحب العلماء
فانی ہذا منہم
الحدیث من عشق
فعف وکتم فمات
مات شہیدا
رواہ فی المقاصد

ناواقف ہو۔ اور اس بدحالی کا اظہار
اوسوقت اور زیادہ ہوجاوے گا جب
شخص علم اور اہل علم کی مذمت بھی کرتا
ہو اور اپنے کو اس جماعت میں شمار
کرتا ہو جنہوں نے پہلے بزرگوں میں سے
علوم شریعت کو مدارس سے حاصل
نہیں کیا۔ اور یہ شخص اتنا نہیں جانتا کہ
تحصیل شرائع کے طرق مختلف ہیں
اور اصل طریق اس کا صحبت ہے۔
(کہ علماء کے پاس رہ کر احکام کا علم
حاصل کرلے) پس درس کی نفی سے
علم کی نفی لازم نہیں اور اس جاہل نے
تو مدرسہ میں پڑھا اور نہ علماء کے
پاس رہا پس کہاں یہ اور کہاں وہ
بزرگان دین (و نعم ما قیل ؎
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
حدیث۔ جو شخص (کسی پر بلا اختیار)
عاشق ہوجاوے پھر عفیف رہے اور
پوشیدہ رکھے پھر مرجاوے وہ شہید
مرے گا اس حدیث کو مقاصد میں نقل

(باقی آیندہ)

باسانید متعددۃ تکلم فی بعضہا وقوی بعضہا فقال اخرجہ الخرائطی والدیلمی وغیرہما ولفظہ عند بعضہم من عشق فعف فکتم فصبر فمات فہو شہید ولہ طرق عند البیہقی

ف فیہ مسئلتان الاولی ان العشق من غیر اختیار لا یذم مطلقا کیف وہو یفضی الی الشہادۃ

سندوں کے ساتھ وارد کیا ہے جن میں سے بعض میں کلام کیا ہے اور بعض کو برقرار رکھا ہے چنانچہ (جنکو برقرار رکھا ہے اونکے متعلق) کہا ہے کہ اسکو خرائطی اور دیلمی نے اور ان کے علاوہ اوروں نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث کے لفظ ان مذکورین میں بعض کے نزدیک یہ ہیں کہ جو شخص عاشق ہو جاوے پھر عفیف رہے اور پوشیدہ رہے اور صبر کرے پھر مرجاوے تو وہ شہید

۲۵ ہوتا ہے۔ اور بیہقی کے نزدیک اسکے چند طرق ہیں۔

ف اس حدیث میں دو مسئلے ہیں پہلا یہ کہ عشق غیر اختیاری مطلقاً مذموم نہیں (جیسا بعض خشک مزاج اسکو عیوب میں سے اور عاشق کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں) اور مذموم کیسے ہو سکتا ہو جبکہ یہ شہادت تک پہونچاتا ہے اس طرح سے کہ کسی کے فعل کو اس میں دخل نہیں اور ایسی چیز (جو بدون کسی کے فعل کے دخل کی شہادت تک

من غير صنع احد مثله
لا يدن مرومن ثم
ترى بعض اهل
الطريق يمدحونه
ويجعلونه مما يوصل
الى المقصود كما قال
العارف الجامي ؎
متاب از عشق روگرچه مجازیست
که آن بحر حقیقت کارسازیست
وكما قال الرومي ؎
عاشقی گرزین سروگرزان سرست
عاقبت ما را بدان شه رہبرست ۱۲۶
وفي الحديث
ما يستانس به
له لان الشهادة
اعظم الوصول
الى الله تعالى
والثانية
ان شرط
كونه
محمودا وموصلا

پہونچاوے) مذموم نہیں ہوسکتی (یہ قید اسلئے لگائی کہ مطلقاً سبب شہادت کو غیر مذموم نہیں کہہ سکتے چنانچہ کافر کا کسی مسلمان کو قتل کردینا اسباب شہادت سے ہے اور پھر مذموم ہے) اور اسی وجہ سے بعض اہل طریقت کو دیکھتے ہو کہ وہ اس عشق کی مدح کرتے ہیں اور اسکو اسباب وصول الی المقصود میں سے کہتے ہیں جیسا کہ عارف جامی فرماتے ہیں ؎

متاب از عشق روگرچہ مجازیست +
کہ آن بحر حقیقت کارسازیست +

اور جیسا عارف رومی فرماتے ہیں ؎

عاشقی گرزین سروگرزان سرست +
عاقبت ما را بدان شہ رہبرست +

اور اس حدیث کا مضمون اس کے مناسب ہی ہے اس لئے کہ شہادت وصول الی اللہ کی فرد اعظم ہے (پس شہادت کا سبب بنجانا وصول الی اللہ کا سبب بنجانا ہی
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس عشق کے محمود وموصل الی المقصود ہونے کی

هو العفاف والكتمان	شرط عاشق کا عفیف رہنا اور اس کا
والصبر وحاصل الجميع	اخفار اور صبر کرنا ہے اور ان سب کا
ترك الهوى وصرح	حاصل یہ ہے کہ ہوائے نفسانی کا تارک
المحققون بان شرط	رہے اور (اسی کی تفصیل میں) محققین
ايصال العشق المجازي	نے تصریح کی ہے کہ عشق مجازی کا عشق
الى العشق الحقيقي	حقیقی کی طرف موصل ہونا اس شرط
ان لا يلتفت الى	سے مشروط ہے کہ معشوق مجازی کی
المعشوق المجازي	طرف اصلا التفات نکرے نہ اوس کی
اصلا لا بالنظر اليه	طرف نظر کرے نہ اوس کا کلام سنے۔
ولا بالاستماع الى كلامه	حتی کہ اوسکی طرف قلب سے بھی توجہ نکرے
حتى ولا بالتوجه اليه بقلبه	(اور اوس کا تصور دل میں نہ لاوے) ٢٧
وهو المراد بما قال الجامي	اور یہی مراد ہے جامی کے قول سے جو شعر
بعد قوله المار متصلا ؎	بالا کے متصل ہی فرمایا ہے۔ ؎
ولے باید کہ برصورت نہ مانی	ولے باید کہ برصورت نہ مانی
وزیں پل زود خود را بگذرانی	وزین پل زود خود را بگذرانی
وبما قال الرومي بعد قوله	اور عارف رومی کے قول سے جو شعر
المار المثبت من الفصل ؎	بالا کے تھوڑی دور بعد فرمایا ہے ؎
عشقہائے کز پئے رنگے بود	عشقہائے کز پئے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود	عشق نبود عاقبت ننگے بود
والسر فيه ان اقوى اسباب	اور راز اس (ایصال اور شرط فراق)
الوصول الى المقصود الحقيقي	میں یہ ہے کہ وصول الی المقصود الحقیقی کی

هو قطع التعلقات والعشق
قاطع قوي للتعلقات الا المحبوب
كما قال الرومي ؎
عشق آن شعله ست کو چون برفروخت
هرچه جز معشوق باقی جمله سوخت
فاذا ابعد نفسه عنه كل البعد
وقربه بالاذكار و
المراقبات الى المحبوب
الحقيقي بالتوجه اليه بشراشره
انقطع عن هذا المحبوب ايضا
فذهبت التعلقات كلها ۱۳۸
وبقي الواحد المحبوب
فقط كما قال الرومي
بعد البيت المذكور
تیغ لا در قتل غیر حق براند
درنگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا الله باقی جمله رفت
مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت
وحاصل هذا الشرط هو العفاف
واما الكتمان والصبر
فهو تخصيص بعد تعميم

شرط اعظم ماسوا سے قطع تعلقات کرنا ہے
اور عشق بجز محبوب کے سب تعلقات کو
قوت کے ساتھ قطع کردیتا ہے جیسا
عارف رومی فرماتے ہیں ؎
عشق آن شعله ست کو چون برفروخت +
هرچه جز معشوق باقی جمله سوخت +
(تو محبوب کا ماسوا تو اس عشق سے فنا
ہوگیا) پھر جب اپنے نفس کو اوس سے
بھی بالکل بعید کردیا اور (مراقبات و
اذکار سے) ہمہ تن محبوب حقیقی کی طرف
توجہ کرکے اوس کے قریب کردیا تو اس
محبوب سے بھی انقطاع تعلق ہوگیا۔ پس
سب تعلقات رخصت ہوگئے اور صرف
واحد محبوب حقیقی باقی رہ گیا۔ جیسا شعر
بالا کے بعد مولانا رومی فرماتے ہیں ؎
تیغ لا در قتل غیر حق براند
درنگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا الله و باقی جمله رفت
مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت
اور حاصل اس شرط کا عفاف ہے
باقی کتمان و صبر یہ تخصیص بعد تعمیم ہے

(باقی آئندہ)

لان من جملة
العفاف ان لا
يفضح المحبوب
وهو الكتمان
وان لا يشكو
ولا يجزع
وهو الصبر وما في
القاموس عف كف
عما لا يحل
ولا يجمل صريح
في عموم معنى
العفاف

الحديث من لبس ثوب
شهرة البسه الله ثوب ذل
او مذلة يوم القيمة
احمد وابوداؤد وابن ماجة
بسند حسن عن ابن عمرؓ
مرفوعاً الى ان قال والديلمي
في مسنده عن انس رفعه من
لبس الصوف ليعرفه الناس كان
حقا على الله

کیونکہ منجملہ عفاف یہ بھی ہے کہ محبوب کو رسوا
نہ کرے (جیسا حدیث میں منجملہ حقوق عباد کے
اعراض یعنی دوسرونکی آبرو کی حفاظت کو
بھی فرمایا ہے) اور کتمان یہی ہے اور (نیز منجملہ
عفاف) یہ بھی ہے کہ شکایت (تکلیف
کی) نکرے اور جزع فزع نکرے اور صبر یہی ہے
(اور یہ بے صبری بھی ناجائز اور عفاف
کے خلاف ہے) اور (عفت کے معنی میں)
قاموس کا قول کہ عفت کے معنی ہیں ایسی
بات سے رکا جو حلال نہیں اور زیبا نہیں
صریح ہے عفاف کے معنی کے عام ہونے 129
میں (جس کا اوپر تقریر میں دعوی کیا گیا)

حدیث۔ جو شخص شہرت کا لباس پہنے
اللہ تعالی اوسکو قیامت کے دن ذلت کا لباس
پہناویں گے روایت کیا اسکو احمد اور ابوداؤد
اور ابن ماجہ نے سند حسن کیساتھ ابن عمرؓ سے
مرفوعاً آگے کہا ہے (یعنی صاحب مقاصد نے)
اور دیلمی کے نزدیک اونکی مسند میں حضرت
انس سے مرفوعاً یہ ہے کہ جو شخص صوفیا کا
لباس اس غرض سے پہنے کہ لوگ اوسکو
(صوفی کی صفت سے) پہچانیں اللہ تعالی نے

ان یکسوہ ثوبین من جرب حتی تتساقط عروقہ

ذمہ لیا ہو کہ اوسکو (قیامت میں) دو کپڑے خارش کے پہنا ویگا یہاں تک کہ اوسکی رگیں (گل کر) گر پڑیں گی۔

ف دل علی ذم الریاء وکونہ من مسائل الفن معلوم والشہرۃ تعم رفعۃ الدنیا ورفعۃ الدین والروایۃ الثانیۃ صریحۃ فی رفعۃ الدین و

ف یہ حدیث ریا کے مذموم ہونے پر دلالت کرتی ہو اور اس کا مسائل سلوک سے ہونا معروف ہو اور شہرت (جس کا ذکر حدیث میں ہی) عام ہو دنیا کی رفعت کو بہی اور دین کی رفعت کو بہی (جس قسم کی بڑائی کی بہی نیت ہوگی اوس کے لیے بہی وعید ہے) اور دوسری روایت (جس میں صوف پہننے کا ذکر ہی رفعۃ دین میں صریح ہے (کیونکہ صوف پہننے سے بجز صوفی مشہور ہونے کے کیا نیت ہوگی) ۱۴۰

الریاء فی الدین اشنع منہ فی الدنیا لان المرائی فی الدنیا جعل الدنیا ذریعۃ الی الدنیا والمرائی فی الدین جعل الدین وسیلۃ الی الدنیا وکونہ اشنع واقبح اظہر واوضح

اور دین میں ریار کرنا دنیا میں ریاء کرنے سے بہی زیادہ شنیع ہے کیونکہ امور دنیویہ میں ریار کرنے والا دنیا کو دنیا کا ذریعہ بناتا ہو اور امور دینیہ میں ریا کرنے والا دین کو وسیلہ دنیا کا بناتا ہو اور اس کا شنیع تر اور قبیح تر ہوتا زیادہ ظاہر اور زیادہ واضح ہے۔

الحدیث من لم یشکر الناس

حدیث۔ جو شخص آدمیوں کے احسان کا

ذم الریاء وکونہ فی الدین اشنع (margin)

عظم حق المرشد الی الدین

لم یشکر اللہ الترمذی وحسنہ
الحارث عن ابی سعید بہ
مرفوعاً **ف** ولما کان الشکر
بقدر النعمۃ ولا نعمۃ
اعظم من الارشاد الی
ما یتقرب بہ الی اللہ
تعالی کان شکر صاحب
ہذا الارشاد اعظم
من کل منعم ومعرفۃ
حقوق المرشدین کانہا
من طبائع المسترشدین
وکون الشریعۃ
کالطبیعۃ من اقصی
الکمالات فاعرف
فضل القوم +

الحدیث المؤمن مرآۃ المؤمن
ابو داود عن ابی ہریرۃ بہ
مرفوعاً وہو عند العسکری
من اوجہ عن ابی ہریرۃ لفظہ
فی بعضہا ان احدکم مرآۃ
اخیہ فاذا رای شیئاً

حق ادا نہیں کرتا۔ اوس نے حق تعالےٰ
کے احسان کا حق ادا نہیں کیا۔ روایت کیا
اسکو ترمذی نے اور اسکو حسن کہا اور حارث
نے بھی ابو سعید سے مرفوعاً **ف** اور
چونکہ شکر باندازہ نعمت ہوتا ہے اور کوئی
نعمت قرب الی اللہ کی رہنمائی سے
بڑھکر نہیں تو جو شخص ایسی رہنمائی کرے
اوس کا احسان ماننا ہر منعم سے اعظم ہوگا
(اور ایسا رہنما پیر ہے تو پیر کا حق
بہت بڑا ہوا) اور مرشدوں کے حقوق
131 کا پہچاننا مریدوں کا مثل امر طبعی کے
ہوگیا ہے۔ اور شریعت کا طبیعت
بنجانا یہ انتہائی کمال ہے۔ اس سے
اس جماعت (صوفیہ) کی فضیلت
سمجھ لو۔

حدیث۔ مومن آئینہ ہے مومن کا۔ روایت
کیا اسکو ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً
اور یہ حدیث عسکری کے نزدیک کئی طریق
سے ابو ہریرہ سے مروی ہے بعض روایات میں
یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے ہر شخص اپنے بھائی کا
آئینہ ہے۔ سو جب اوس میں کوئی بات (عیب)

ادب التنبیہ علی عورۃ الاخ

فلیمطہ **ف** فیہ ادب
الاطلاع علی عورۃ
اخیہ من الاظہار
علیہ والستر
عن غیرہ

الحدیث عن سھل بن سعد
الساعدی مرفوعا نیۃ المؤمن
خیر من عملہ اخرجہ الطبرانی
ف ھذا مما تتقوی بہ
قلوب المریدین اذا فاتھم عمل

کون النیۃ خیرا من العمل

بعد العزم فیلحقھم قلق شدید ۱۳۲
فیعالج حزنھم بھذا ولولاہ
کادان یھلکوا کما قیل ؎
بر دل سالک ہزاران غم بود
گر ز باغ دل خلالے کم بود
وکون النیۃ خیرا
من العمل لما فی المقاصد من
النیۃ لا ریاء فیھا والعمل
یخالطہ الریاء ولانہ
ینوی عملا کثیرا ولا یقع
العمل الا القلیل

دیکھے اوسکو (آئینہ کی طرح) دور کر دے
ف۔ اسمیں اپنے بہائی کے عیب پر
مطلع ہونیکا ادب (تبلایا گیا ہے) کہ صاحب
عیب کو تو تبلادے اور کسی پر ظاہر نہ
کرے (جیسے آئینہ کی یہی شان ہے)
حدیث سہل بن سعد ساعدی سے
مرفوعاً روایت ہے کہ مومن کی نیت اوسکے
عمل سے بہتر ہے **ف**۔ یہ وہ مضمون ہے
جس سے مریدین کے قلب کو ڈھارس بندھتی
ہے جب اون کا کوئی معمول باوجود
عزم کے فوت ہوجاتا ہے اور اوسوقت
اونکو قلق شدید لاحق ہوتا ہے سو اونکے
غم کا اِس سے علاج کیا جاتا ہے اور اگر
یہ حدیث نہ ہوتی تو وہ ہلاکت کے قریب
پہونچ جاتے جیسا کہا گیا ہے۔ ؎
بر دلِ سالک ہزاران غم بود +
گر ز باغِ دل خلالے کم بود +
اور عمل سے نیت کے بہتر ہونے کی وجہ
وہ ہے جو مقاصد میں ہے کہ نیت میں ریا نہیں اور عمل میں
ریاء کی آمیزش ہوجاتی ہے اسلیے ہے کہ نیت تو زیادہ
عمل کی کرتا ہے اور وقوع قلیل کا ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

الحديث الوحدة
خير من جليس
السوء والجليس
الصالح
خير من الوحدة
واملاء الخير
خير من
الصمت
والصمت خير من
املاء الشر الحاكم
وابو الشيخ
والعسكري عن
ابي ذر مرفوعاً
والديلمي عن ابي هريرة
ف فيه اصلاح
لغلو من رجح الوحدة
والصمت مطلقاً
وسر مسئلة
الوحدة الفرار
بدينه عن
الفتن وسر ...

حدیث تنہائی بہتر ہے برے ہمنشین سے اور
اچھا ہمنشین بہتر ہے تنہائی سے اور نیک
بات کہنا بہتر ہے خاموشی سے اور خاموشی بہتر
ہے بری بات کہنے سے روایت کیا اسکو
حاکم اور ابو الشیخ اور عسکری نے ابوذر سے
مرفوعاً اور دیلمی نے ابو ہریرہؓ سے ف
اس میں اوس شخص کے غلو کی اصلاح ہے
جو گوشہ گیری کو اور خاموشی کو علی الاطلاق
ترجیح دیتا ہے (تو اس تفصیل سے اس طلاق
کی اصلاح ہوگئی) اور راز مسئلہ وحدۃ کا اپنے دین
کی حفاظت کیلئے فتنوں سے بھاگنا ہے سو ۱۳۳
جہاں ملنے جلنے میں اس فتنہ کا احتمال ہو وہاں گوشہ
گیری کو ترجیح ہو اور جہاں صحبت میں دین کی
حفاظت ہو اور تنہائی میں اندیشہ ابتلاء
کا ہو جیسا کہا گیا ہے ؎

خیالات نادان خلوت نشین
بہم بر زند عاقبت کفر و دین۔

وہاں صحبت کو ترجیح ہے اور راز مسئلہ
تکلم کا دین کی طرف مخلوق کی رہنمائی
ہے تو جہاں بولنے میں اس نفع کی
امید ہو وہاں تکلم کو خاموشی پر ترجیح ہے

تفصیل مسئلۃ الوحدۃ والصمت

مسئلۃ النطق

ارشاد الخلق

الی الدین

عذر الفرح فی نقل الحدیث الغیر الثابت

الحدیث ولدت فی زمن الملک
العادل لا اصل لہ وقال
الحلیمی فی الشعب انہ لا یعرف واما
قول العدی رح ؎
سزد گر بدورش بنازم چنان
کہ سید بدوران نوشیروان
فھذہ علی من حکاہ للشیخ کتابا
۱۳۴۷ او خطابا والشیخ معذور وکذا
العذر فی کل ما اوردہ المتوھم
فی کلامھم مما لا یثبت

مدح التیقظ

الحدیث لا یلدغ
المؤمن من جحر واحد
مرتین رواہ الشیخان وابوداؤد
ف فیہ ان من شان
المؤمن التیقظ وفیہ رد
علی من عد البلہ والسفہ
من کمالات الولایۃ وما ورد
ان المؤمن غر کریم

کما قیل ؎
بنمائے رخ کہ خلقے والہ شوند وحیران
بکشائے لب کہ فریاد از مرد وزن برآید
حدیث۔ میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا
ہوا ہوں اسکی کچھ اصل نہیں اور حلیمی نے شعب میں
کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں باقی سعدی رح کا جو شعر ہے ؎
سزد گر بدورش بنازم چنان
کہ سید بدوران نوشیروان
سو اسکا بار اوس شخص پر ہے جس نے تقریراً یا تحریراً
اسکی حکایت کی ہے اور شیخ معذور ہیں (کہ
راوی پر حسن ظن کرکے نقل کر دیا) اور یہی
عذر ہے تمام اُن غیر ثابت حدیثوں میں جنکو صوفیہ
اپنے کلام میں لے آئے ہیں +
حدیث۔ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا
جاتا (یعنی من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ) روایت
کیا اسکو شیخین اور ابوداؤد نے ف۔ اس
حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ بیداری مومن
کی شان سے ہے اور اس میں اُن لوگوں کا
رد ہے جو بھولے پن اور بیوقوفی کو کمالات ولایت
سے سمجھتے ہیں (اور اسپر تعریف کرتے ہیں
کہ فلاں شخص بڑے بزرگ ہیں اُنکو یہ بھی خبر نہیں

فهو حسن الظن قبل التجربة او محمول على الرعاية للكرام فيما ينفع غيره ولا يضر بنفسه او يقال ان حسن الظن في الاعتقاد والجزم في الاعتماد وجمعهما قول السعدی رحمہ اللہ

ہر کہ را جامہ پارسا بینی
پارسادان و نیک مرد انگار

والثانی

نگہ دار دآن شوخ در کیسہ دُر
کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

ودخل في هذا التيقظ قطع المصاحبة عن اذاهم في اخذ الطريق بالترد عليهم والاعجاب من أبيه

کہ روپے کے کتنے پیسے ہوتے ہیں اگرچہ ایسا ہو کچھ عیب بھی نہیں مگر کوئی کمال بھی نہیں اور یہ جو وارد ہوا ہے کہ مومن دہوکہ میں آجانے والا اور کریم ہوتا ہے (جس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بھولا ہونا کمال اور مدح کی بات ہے) سو یہ بنا بر حُسن ظن کے قبل تجربہ ہے (یعنی تجربہ کے قبل تو حسن ظن کے سبب بعض اوقات دہوکہ میں آجاتا ہے۔ لیکن بعد تجربہ کے پہر دہوکہ نہیں کہاتا۔ تو دونوں حدیثیں جمع ہوگئیں) یا یہ دوسری روایت اسپر ۱۳۵ محمول ہے کہ وہ شان کرم کے سبب ایسی چیزمیں جو دوسرے کیلئے نافع ہوا ور اپنے لئے مضر نہ ہو رعایت کرتا ہے (دوسرا آدمی سمجھتا ہے کہ میننے اسکو دہوکہ دیدیا ایک یہ صورت ہے دونوں حدیثوں کے جمع کرنے کی) یا یوں کہا جاوے کہ حسن ظن (جو بہولے پن کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے) اعتقاد میں ہو (یعنی سب کے ساتھ صلاح کا اعتقاد رکہتا ہے کسی کے ساتھ بدگمانی جو ناجائز ہے

نہیں کرتا۔) اور حسبرم (دتیقظ) اعتماد میں ہے (یعنی معاملات میں بدون تجربہ کے کسی پر اعتماد نہیں کرتا ایک یہ صورت ہے دونوں حدیثوں کے جمع کرنے کی) اور ان دونوں کو سعدی رحمہ نے دو شعروں میں جمع کردیا ایک یہ ہے ؎

ہر کرا جامہ پارسا بینی　　پارسادان ونیک مرد انگار

(یہ اعتقاد کے باب میں ہے) اور دوسرا یہ ہے ؎

نگہدار د آن شوخ در کیسہ دُر　　کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

(یہ اعتماد کے باب میں ہے) اور اسی تیقظ میں یہ بھی داخل ہے کہ جو شخص طریقت کے حاصل کرنے میں اونکو ایذا پہونچاتا ہے۔ اس طرح سے کہ اونپر سرکشی کرتا ہے (اطاعت نہیں کرتا) اور اپنی رائے کو پسند کرتا ہے (اور اوسی کا اتباع کرتا ہے) وہ اوس سے صحبت قطع کر دیتے ہیں (اور بدون کافی تدارک کے پھر اوس سے تعلق نہیں کرتے تو اون کا یہ عمل حدیث کے موافق ہے محل اعتراض نہیں اور اسی کے قریب ایک دوسری حدیث کا مضمون ہے یاتی علی الناس زمان ھم ذیاب فمن لم یکن ذیبا اکلتہ الذیاب اوردہ فی المقاصد الحسنۃ بروایۃ الطبرانی فی الاوسط عن انس مرفوعًا) وبحمد اللہ تعالیٰ تم ھھنا الشطر الثانی الذی جلبھا من المقاصد الحسنۃ من التشرف لآخر صفر سنہ ۱۳۴۹ من الھجرۃ ولا بعد فی ان اوفق للشطر الثالث مع التصریح بما خذہ فی مفتتحہ لو وقفت وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد واصلی واسلم علی سیدنا اھل الارشاد محمد والہ واصحبہ خیر العباد صلوۃ وسلاما یتجاوزان یوم التناد۔

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب دام فیضہم کی مفید عوام و خواص افراط و تفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب

بعد الحمد و الصلوٰۃ کہ اس زمانۂ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں یہ ہوئی کہ کسی نے تو قولی و عملی بے قیدی کا نام تصوف کہہ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد و وظائف کو تصوف کہہ دیا۔ اسی طرح اسکے مسائل مثل وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود وغیرہا کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں۔ اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہنچا کہ اپنے عقائد خراب کئے بعضے شرک تک میں مبتلا ہو گئے اور بعض حضرات ایسے ہیں کہ وہ تصوف کا اصل ہی سے انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کی سمجھکر اس کے نام سے کوسوں بھاگ گئے ان کو یہ ضرر ہوا کہ اس کے برکات سے محروم رہے اور قلب میں قساوت پیدا ہو گئی اور بعض حضرات وہ ہیں جو منکر نہیں ہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے علم شریعت کو دیکھنا چاہئے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اس کے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر بریں آں حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت مولانا موصوف الصدر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی کہ جس سے تصوف کی حقیقت اور اسکے ضروری مسائل کی تحقیق جس میں لوگ غلطیاں کرتے ہیں واضح ہو گئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں یا ادھر متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کو تو خصوصاً اور عامۂ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے انشاء اللہ تعالیٰ تمام اشکالات حل ہونیکے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد ضروری دیکھنے میں آویں گے جو نہایت کارآمد ہیں۔ چنانچہ تفصیل بیانات کی یہ ہے +

جلد اول میں یہ مضامین ہیں۔ مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ میں داخل ہو کر جو کام کرنے ہوں گے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم طلسم کشائے فرملیسن یعنی فری میسن کی تحقیق علاج وساوس بعض مضامین مفید ضروریہ تتمہ اردو برائے ترغیب طالبان مضامین عجیبہ ضروریہ تذکیر موت اشعار شوق مع ترجمہ۔

جلد دوم میں دو رسالے ہیں۔ اول ملخص الانوار والتجلی اس میں تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ

اور جامعیت ان کی تحقیق نہایت عجیب اور سہل اور مطابق شریعت غرا کے فرمائی ہے۔ یہ رسالہ عربی زبان میں ہے دوسرا
الفتوح فیما یتعلق بالروح اردو اس رسالہ میں روح کے متعلق حکمائے متقدمین و متاخرین و صوفیہ کے مذاہب
بیان فرمائے ہیں اور ان میں جو مذاہب باطل ہیں ان کی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب و ثواب
کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل و مفصل بیان فرمایا ہے۔

جلد سوم۔ اس کے دو جز ہیں اول رسالہ مسائل المثنوی اردو ہے اسمیں کلید مثنوی شرح دفتر اول مثنوی مولانا روم سے
مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود و معنی ابن الوقت و ابو الوقت و مسئلہ عینیت و غیریت و طرق و
وصول وغیر ذلک کو ملتقط فرما کر نہایت خوبی سے جمع فرمایا ہے۔ اسکی تالیف کی غرض یہ تھی کہ جن لوگوں کو
مثنوی شریف کی استعداد نہ ہو مگر اس کے مسائل پر مطلع ہونا چاہیں ان کو کلید مثنوی کی حاجت نہ رہے اور دوسرا
جزو اس جلد کا بعض مضامین ضروریہ امداد الفتاوی کے ہیں جن کی خوبی اور ضرورت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے +

جلد چہارم میں صرف رسالہ عرفان حافظ ہے۔ یہ رسالہ لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی رح کے دیوان کی ردیف خا
تک شرح ہے جس میں سلوک و تصوف کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے۔ اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شروح میں
اس دیوان کے دیکھنے کے بعد اسکو دیکھا جاوے تو اس وقت معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہے +

جلد پنجم۔ اس کے تین جزو ہیں اول جزو حقیقۃ الطریقہ۔ اس میں تیرہ باب ہیں جن کے مضامین مختلط
طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس بات کا بھی نام لکھدیا ہے جس بات کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہیں اخلاق
احوال۔ اشغال۔ تعلیمات۔ علامات۔ فضائل۔ عادات۔ رسوم۔ مسائل۔ اقوال۔ توجیہات۔ اصلاح
متفرقات۔ ان ابواب کے مضامین کو تین سو تیس احادیث صحیحہ سے ثابت فرمایا ہے۔ جس کے دیکھنے سے صوفی
غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہو جاتا ہے۔ یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے
حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال و رسوم وغیرہا کو حدیث سے ثابت فرمایا ہے۔ دوسرا جزو اس جلد کا
رسالہ النکت الدقیقہ۔ ہے اسمیں بعض مضامین ضیاء القلوب و دیگر رسائل کو جن پر بعض
اہل ظاہر حضرات کے شبہات ہیں اور ان کو بدعت فرماتے ہیں احادیث سے ثابت فرمایا ہے۔ تیسرا جزو تائید
الحقیقۃ عربی مع ترجمہ اردو ہے جو کہ حقیقۃ الطریقہ کے بعد ہے۔ اس میں آیات سے تمام مقاصد سلوک کو
ثابت فرمایا ہے۔ اس مرتبہ تمام جلدوں کو ایک جگہ رکھا ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

المشتہر محمد عثمان۔ تاجر کتب۔ دریبہ کلاں۔ دہلی